U 35473 H 16-12-9

Title – GULDASTA - E - PANCH

Creator – Brij Narain Chakbast Lucknavi ; Murattiba Kishen Purshad Kaul.

Publisher – Hindustani Press (Lucknow).

Date – 1915

Pages – 224

Subjects – Urdu Adab - Mazameen ; Sajjad Hussain, Sayyeed Mohd. – Sawaneh ; Awadh Panch – Tareekh-o-Tanqeed ; Sahafat – Awadh Panch.

گلدستۂ پنچ

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" وممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

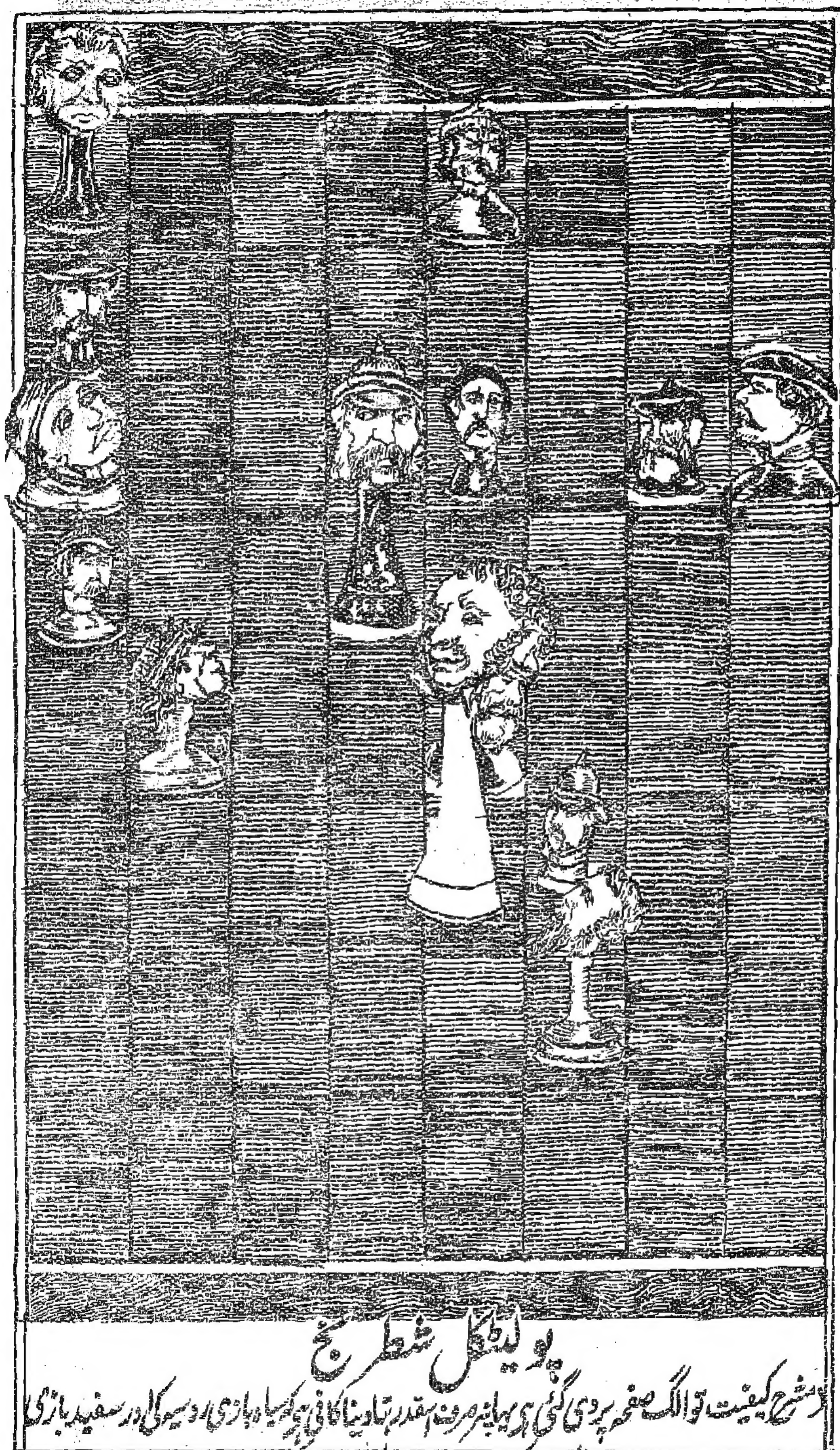
سنہ ۱۹۱۵ء

باہتمام پنڈت کشن پرشاد کول پرنٹر وپبلشر ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں طبع ہوا

اول ایڈیشن ۲۰۰۰ قیمت عـہ



فہرست مضامین



پولیٹکل شطرنج

(شرح کیفیت تو الگ صفحہ پر دی گئی ہے یہاں صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ سیاہ بازی روس کی اور سفید بازی انگلنڈ کی ہے۔ اور چال روس کی ہے)

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اُس
نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہوجاتی تو
اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار
اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی
پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بھی
قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بھی ضایع ہونیسے بچ جاویگا۔
بس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ
کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جناب
راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر
اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ
ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت
و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہی تاہم دو ایک
باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین
کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تھا۔ یعنی بعض نہایت
اعلیٰ د کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تھا
کہ انکی آزاد خیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہی کہ پریس ایکٹ کے
طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی
ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی ہین انکا شائع کرنا خالی از
قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بہی ہوئی کہ اسوقت تک
ہمکو پورا ذخیرہ اودہ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون
کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بہی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ
امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی
اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب
مرزا مچہو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربہون ناتہ ہجر نواب سید محمد
آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع
سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین
علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق
سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین
کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔
اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت
برج نرائن صاحب چکبست اور قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب
زتشی سے ملی ہے اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا
علاوہ برین پنڈت منوہر ناتہ صاحب ہجر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب
آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بہی میرے شکریہ کے
مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبہی مجہکو ضرورت ہوئی
کبہی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہو وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون - اودھ پنچ نے تیس پینتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال و فن ہین جن کے قلم کی دہاک دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی -

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھہ چکا تہا کہ ۱۸۳۶ء مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اٹھائی - اس چالیس[1] سال کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے - مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے - دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تھی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا - کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا - کارنامہ اور اودھ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہو گیا - اور وہ اخبار ابہی تک اپنے بڑھاپے کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جوبن تک اب ہو وہی جب تہا - اسکے علاوہ اودھ پنچ کی اشاعت

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بھارت متر اور زمانہ مین شائع ہوا تہا -

کے قبل بہت سے اُردو اخبار اپنی پیدائش اور موت کی منزلین طے کر چکے تھے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ یہ اخبار محض خبرون کی تجارت کرتے تھے۔ بجز لارنس گزٹ کے جو کہ میرٹھ سے شائع ہوتا تھا اور جسکی نظر رعایا کے حقوق پر رہتی تھی عام طور سے اِن اخبارون کا نہ کوئی خاص پولٹیکل یا سوشل مسلک تھا نہ کسی مستقل دستور العمل کے پابند تھے۔ اُردو اخبار نویسی کی تاریخ مین اودھ پنچ اور ہندوستانی پہلے دو اخبار ہین جنھون نے اخبار کو محض تجارت کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ مغربی اصولون سے اخبار نویسی کی شان پیدا کی اور اپنا خاص مسلک قائم کیا۔ ہندوستانی کا دور اودھ پنچ کے چھ سال بعد شروع ہوا اور جس پولٹیکل رشی کے دماغ کا یہ اخبار کرشمہ تھا اسنے بھی اپنے ذات کی طرح پولٹیکل خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اودھ پنچ گو کہ ظرافت کا پرچہ تھا اگر پولٹیکل اور سوشل معرکہ آرائیون سے بے خبر نہ تھا۔ اسکا مستقل سوشل اور پولٹیکل مسلک تھا۔ اس صوبہ مین ہندوستانی کانگرس کا چراغ سمجھا جاتا ہے مگر جن گوشون مین اس چراغ کی روشنی کا گذر نہ تھا وہان اودھ پنچ کی بجلی چکا چوند پیدا کرتی تھی۔ سوشل اصلاح کے معاملہ مین اودھ پنچ لکیر کا فقیر تھا نئی روشنی کے نادان دوستون کی حماقت کا پردہ فاش کرنے کے علاوہ اسکی ذات سے اس تحریک کو کوئی نفع نہین پہونچا۔ ظرافت کے اعتبار سے یہ اپنے رنگ کا پہلا پرچہ تھا۔ اکثر ظریفانہ اخبار مثلاً انڈین پنچ بمبئی پنچ بانکے پور پنچ وغیرہ اس کی تقلید مین نکلے مگر وہ دنیا کی ٹھوکرین کھا کر ختم ہو گئے۔ زمانہ سے کسی کو شہرت و ناموری کی سند نہین ملی۔ اودھ پنچ کا جادو اُردو زبان پر عرصہ تک چلتا رہا اور اس طولانی زمانہ مین جو خدمات اودھ پنچ سے ظہور مین آئین اُنپر نظر ڈالنے سے اُردو نویسی کے دربار مین ہم اسکا صحیح مرتبہ قائم کر سکتے ہین اودھ پنچ ظرافت کا سرچشمہ تھا اور عام طور سے لوگ اسکے فقرون اور لطیفون پر لوٹ رہتے تھے جو پھبتی اس مین نکل جاتی تھی وہ ہونٹون زبان پر رہتی تھی اور دور دور مشہور ہو جاتی تھی

مگر قوموں کے مذاق سلیم نے جو ظرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہی اوسکے دیکھتے ہوے ہم
آودھ پنچ کی ظرافت کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجہ کی ظرافت نہین کہہ سکتے۔ لطیف ظرافت اور
بذلہ سنجی و تمسخر مین بہت فرق ہی۔ اگر لطیف و پاکیزہ ظرافت کا رنگ دیکھنا ہی تو اُردو زبان
کے عاشق کو غالب کے خطوں پر نظر ڈالنا چاہیے۔ اُردو نثر کے اِن جواہرات مین جہان
اور بہت سی لطافت و رنگینی کے جوہر موجود ہین وہان ظرافت کی جھلک بھی کم دلکش
نہین ہی۔ نہ پھبتیان ہین نہ طعن و تشنیع کے جگر خراش فقرہ ہین محض روزمرہ کی باتین ہین
مگر طبیعت کی شوخی متین الفاظ کے پردہ سے جھلکتی ہی اور پڑھنے والے کے چہرہ پر مسکراہٹ
کا نور پیدا کر دیتی ہی۔ باریک اور لطیف مذاق کی رنگینی اور بے ساختہ پن پر جسقدر غور کرو
اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہی۔ آودھ پنچ کے ظریفون کی شوخ و طرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہی۔
اِن کے قلم سے پھبتیان اسطرح نکلتی ہین جیسے کمان سے تیر - - - - جو مظلوم ان تیرونکا نشانہ
ہوتا ہی وہ روتا ہی اور دیکھنے والے اسکی بیکسی پر ہنستے ہین۔ اِن کے نقرہ دل مین ہلکی سی
چٹکی نہین لیتے ہین بلکہ نشتر کی طرح تیر جاتے ہین۔ ان کا ہنسنا غالب کی زیرلب مسکراہٹ
سے الگ ہی۔ یہ خود بھی نہایت بے تکلفی سے قہقہے لگاتے ہین اور دوسرے کو بھی قہقہے لگانے پر
مجبور کرتے ہین۔ اکثر طبیعت کی شوخی اور بے تکلفی درجۂ اعتدال سے گذر جاتی ہی اور انکے
قلم سے بے تحاشا ایسے فقرے نکل جاتے ہین۔ جن کو دیکھکر مذاق سلیم کو آنکھین بند کر لینا
پڑتی ہین۔ ایسا ہونا معیوب ضرور ہی مگر ایک حد تک قابل معافی ہی۔ آودھ پنچ کے
ظریف اُس زمانہ کی ہوا کھائے ہوے تھے جب مذاق و بے تکلفی کا دائرہ ضرورت سے
زیادہ وسیع تھا اور زبان و قلم کی بہت سی بے اعتدالیان ہماری نظر سے نہین دیکھی
جاتی تہین۔ اب زمانہ کے ساتھ ظرافت کا رنگ بھی بدل گیا ہی۔ اور یہی دنیا کا دستور ہے

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج بہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا مصنوعی زیور اُتار کر جس مین سوائے کاغذی پہولون کے کچھ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا۔ اودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنّع و بناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اودہ پنچ کا بہت بڑا حصّہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربہون ناتھ ہجر نواب سید محمد آزاد۔ بابو جوالا پرشاد برق.. منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین ان لوگون کے نظم و نثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد ہی نہین ہین بلکہ زبان و قلم کے دھنی بھی ہین۔ ان کی عبارت شوخی و تازگی اور خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون مین طبیعت کے چُلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی احمد علی صاحب شوق کی مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ تحقیقات کا خاص لطف ہی۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہی مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے بدمذاقی اور طعن و تشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی
بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی۔ منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی
مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ
استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا
نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی
خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور
مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی
دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی
اودھ پنچ کی محفل انہین پُر مذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر
کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت
اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ
ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہو اسکے علاوہ لکھنؤ کے
طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔
محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے
رقص و سرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔
کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر
مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے
برہے۔ بارہ ماسے۔ دوہے ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

اکثر نامہ نگار خاص ملک رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تھین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین۔ گلدستۂ پنچ کی دو جلدون مین اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردو دان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین وہ بھی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودہ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بھی پیدا کیا۔

اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بھی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی اور دونون ایک ہی باغ کے دو پھول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکہا تہا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تہی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھ روز تک تو

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتیں بے قابو ہو گئیں اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودھ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہے بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہے۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودہ پنچ کے بادلون سے برسا کئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ ان اعتراضات کی حقیقت یہ ہے کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودہ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہے۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودہ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودہ پنچ کو مولانا حالی سے دو جھگڑے تہین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہے جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہے۔ اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودہ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین امنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچھار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودہ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراری بہری ہین

---

[1] اودہ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجہ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکھا جاتا تہا ؎ آ جسے ہماری حملون سے حالی کا حال ہے ۔ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہے مولف

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہی مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوی یہ ماننا پڑیگا کہ اودہ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودہ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودہ پنچ کے ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تھا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودہ پنچ کے صفون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اُڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بہی تہا۔ ان اعتراضات سے داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تہوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودہ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سے یہ بہی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودہ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اُڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودہ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہنچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور نثر نگاری ہم

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیاں چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کی غیر لطیف حصّہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہے۔ اِن مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوتی رہی اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان و شاعری کی اصلاح کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سے رعایا کا حامی اور سرکار۔ کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس سے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودھ انکم ٹیکس۔ البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دوراندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔

اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا تو اُسے ہنسکر ٹال دیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہذا یہ بھی اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تھا۔ اس صوبہ مین

منشی سجاد حسین مرحوم کانگریس کے رکن تھے اور باوجودیکہ بہت سے انقلابات کے جھٹکے دھکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے ابتدا میں جب سر سید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل کانگریس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا نہ تھا جو علیگڑھ کے پولیٹکل پمپیر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو سنہ ۱۸۸۸ء میں جب سر آکلنڈ کالون سر سید مرحوم اور رفقت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگریس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر میں تھے اُس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھواں دھار تقریروں کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید میں اپنے جوہر دکھا رہی تھی سنہ ۱۸۹۹ء میں جب کانگریس کا اجلاس لکھنؤ میں ہونے والا تھا تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگوں نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت کی تردید میں ہندوستانی اور ایڈوکیٹ میں پند و نصائح کے دفتر کھل گئے لیکن ان واعظانہ فہمائشوں کے مقابلہ میں وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ میں "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے ہوتے ہیں جو بحث و منطق کے کڑوے گھونٹ نہیں قبول کرتے ہیں مگر ظرافت کی چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہیں۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک میں اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تھا مذہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کے بارے میں اودھ پنچ کا وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڑھ کے پولیٹکل مسلک کی مخالفت نہیں کی بلکہ سر سید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی شعاعیں نکلیں اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اُڑانے
مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے
متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہو گئی تہی اسکی بہی
سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ
زبان زد عام ہے ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان — اکبر زمین مین غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے
زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودھ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاش کے یہ خداداد جوہر
اصلاح و رفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودھ پنچ کی ترقی و وقعت کا راز بہت کچھ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتھہ وابستہ ہے
منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا۔ خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ
زندہ دلی اُنکی گھُٹی مین پڑی تہی۔ مصیبت و تکلیف کے زمانہ مین بہی کبھی کسی نے
اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکھی بیماری کے زمانہ مین
اگر کوئی مزاج پوچھتا تہا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہے اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح
بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دوا و علاج سے مایوس ہو چکے تھے مگر
کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہے کہ باضابطہ موت ہو۔ بلا علاج مرنے کو
بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتھہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون
دور رہتے تھے۔ دنیا کے ناہموار و کا واک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

لکھتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کردیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی۔
دوستون کی محبت اور قدرشناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہین اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے۔
یہ لوگ محض اودھ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین سے تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس　　عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودھ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈہلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف ہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کردیا تھا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودھ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پُرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھ رہی سہی آب وتاب باقی تھی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بھی خاتمہ کردیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودھ پنچ
کا نام بکتا تھا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تھا تو اُسکی
دھوم ہوجاتی تھی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودھ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اپنی آنکھون کے سامنے

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مدنہ تہی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تہا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔

لکھتے ہین "مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہے۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھہ سے لکھہ سکتا ہون نہ منہ سے بول سکتا ہون۔ کچھہ نوکر ہمت کرکے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا برا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھہ تہا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخرکار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تہا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تہی کہ

گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی۔
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودھ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار۔ یہ وہ نازک زمانہ تھا کہ اگر اودھ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو اک پُرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودھ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا۔

غرضکہ چھتیس ۳۶ سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودھ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودھ پنچ کی جگہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہ خالی رہیگی۔

مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اِسکی یاد قدردانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی۔

آج اودھ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین۔ ؎

پھر گئے آنکھون مین مُشتاق گذشتہ نشہ مین
دورِ جامِ مئے مین اکثر ذکرِ خیرِ جم ہوا

چکبست لکھنوی



منشی سید محمد سجاد حسین مرحوم اڈیٹر اودھ پنچ

پیدائش سنہ ۱۸۵۶ع — وفات سنہ ۱۹۱۵ع

انڈین پریس الہ آباد

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و عالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری
پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدر آباد مین سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب
فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدر آباد مین بعہدۂ چیف جسٹس ممتاز
تھے اور ریاست مین آپکا بہت اچھا رسوخ تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری مین ۱۸۵۶ء مین پیدا ہوئے
اوائل عمر مین زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ مین تعلیم پاتے رہے ۱۸۷۳ء مین
انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنون تک کیننگ کالج مین ایف۔ اے کی تعلیم بھی
پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان مین شریک نہ ہوئے
کالج چھوڑ کر تلاش معاش مین فیض آباد پہونچے اور وہان فوج مین اردو پڑہانے پر
منشی مقرر ہوئے۔ لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے
اندر ہی اسکو خیرباد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو بعد
مین ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہین اس کام مین
آپکے شریک تھے اور انہین کے مشورہ و شرکت سے ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ کی بنا پڑی
منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال مین ایسے ایسے سحر البیان و جادو قلم
نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اردو علم ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے
انمین سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خانصاحب
آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق۔
منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہین۔ پنڈت رتن ناتھ
سرشار بھی اول دو سال تک اپنی قلم جادو رقم سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے
لیکن بعد مین آپس مین کچھ الجھن پیدا ہو گئی اور وہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب
علیگڈھ کی تحریک و سر سید کی پالیسی کے اول روز سے مخالف تھے۔ نظام معاشرت
مین قدامت پرستی کے قائل و مغربی تہذیب کے دشمن تھے۔ ۱۸۸۶ء مین

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اُسکے حامی رہے سنہ ۱۹۱۰ء مین
پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چند ماہ بیمار رہکر اچھے ہوگئے سنہ ۱۹۱۱ء مین فالج کا دوسرا دورہ
ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب
بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن بات سمجھہ مین نہین
آتی تہی بمگر چل پہر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تھا۔ بتواتر علالت۔
ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی
کا گذرا و بالآخر سنہ ۱۹۱۲ء مین اودھ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز
بُری ہوتی گئی اور ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو اس دار المحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے
موجد۔ لکھنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اور اودھ پنچ کے ذریعہ سے جو
خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ جو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی
کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔
آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے
خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکھا اور آزادی و ایمانداری
کو کبھی بھولے سے بھی ہاتھہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک
نبھایا کسی حالت مین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی و بذلہ سنجی
و ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بھی
حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد
برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپ کے قدر دانون مین
آنریبل پنڈت بشن نراین در۔ آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خان صاحب بہادر
والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نامی نامی
خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

کہلے خط و سربستہ مضامین

نمبر ۱

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعائے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہوائے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض و عناد کے جہونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑہکر مناسب دنیا مین شاید ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پہٹ پہٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑہا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دہرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ رائے قائم کرے۔ اور اوسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا و ارادۃً۔ اپنی دوربین اور باریک بین آنکہین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکہون تمہارے دشمن دس اچہا کہتے ہین تو بیس برا بہی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز رائے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا۔ بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیرخواہ۔ جان نثار۔ اودھ پنچ ان عیوب سے ایسا دور ہے جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے۔ یہ مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری ذمہ داریون۔ فرائض منصبی۔ مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجہتا ہے۔ بیشک تمکو چند آدمیون نے بنا لیا ہے۔ مگر واضح رہے دو صورتو نہین بنایا جاتا ہے۔

اوّل جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور
کھلی بازاپنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔
دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھہ حرکات سکنات
یامعاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔
بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا الو کہین نہین گیا۔
جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ
غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا
تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔
مگر اسمین بھی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق
کو کوئی ڈز ریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈ اسٹن۔ مگر اتبو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی
سر ہے۔ اور سچ بھی یہی کہ اُسکے مستحق بھی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن
پالیسی کبھی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ وفلاح۔ آرائش وزیبائش
ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے
مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے
ہندوستانی جودت سے۔ تم پولٹیکل دسترخوان کے اچھے خانسامان اور ہوشیار
خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کھانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی
پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دھول بکائن کے پھول۔ تم نہین
جانتے کہ طرح طرح کے کھانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب
دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پُلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

فارن پالیسی کا مزعفر اور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو
کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی
ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی اور رکابدار
سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلالیے جاؤ تم ہرگز
اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسرویٹو ہی
خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دہرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ
پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

کھانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دہوم دہام کہ عالم
گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدھ تو آستین
ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تیتھے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائی تو تمہارا
قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ نہ سمجھے کہ کھانا تو اس دفعہ
رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیخانے سے کیون نکالے
دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے
بڑے بڑے آنکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ و فوج و قوم ہر طرف سی اطمینان ہے
مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائی
فی الحال اہل الرایون نے تمکو اور بہی بوکھلا رکہا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ
کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہے
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ دو بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سربلند کیسے کھڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین شیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملے کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغا موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلائے بوغا پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑہی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دارالسلطنہ پر قبضہ کیا۔
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بھاگے اودہر ہوئے۔
اودہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی۔ اگر کسی حصہ ملک کو اونکے حوالے بہی کر دیا تب بہی مطلب حاصل نہوگا

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔ اودہر اطمینان ہوا کہ بکّے اور ٹرکی پر لپکا۔

وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔ اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچہہ کیا ہی نہین۔ اچہا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹہراتے ہین۔ اسکی وہی مثل "دو کچہہ نکرنا بہی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتہہ پاؤن نہ ہلائے۔ مگر اب تو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیون کو پچہناتا ہے۔

چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجہتا ہون تمکو بہی آجکل کام کی کثرت ہی مین اس خط کو ناتمام چہوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گہرانا نہین۔ دیکہو اوسان نہ جانے پائین۔ گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔ زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظلکمرہ۔ دعاے ہمت و جرأت۔ مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کر چکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجہو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین ایفاے وعدہ وراستی تقریر و تحریر فی زمانناجوہر انسانی تصور کی جاتی ہی۔

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکہتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔

مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چہوڑا تہا۔ یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چہوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی طرف کوئی اشارہ نہ سمجہنا۔ میرا دستور ہی کہ ہر کس دنا کس سے پٹے کی دل لگی نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے سردست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بددل کرنا منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتًا سیرتًا بچہیا کے باوا تھے۔ اوسپر آجکل کی چکر گہنیون نے اور ہی کولہو کا بیل بنا دیا ہی۔ برداشتہ خاطر تو ہو ہی رہے ہو۔ اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردو گے۔ دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے اور سب سے بڑہکر تو یہ سمجہ لو کہ آج تم نے استعفا ردا خل کیا اور کل روسی ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈہونڈہتے ہو۔ وہ دو قدم آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پہرتی اور چالاکی اور استواری سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجہ مجہو بر کے جہونٹے۔ جب وہ شخص از راہ غمزۂ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے کہانا نہین پکاتی۔

اچہا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچہہ انصاف و شرم و کانشنس ہے



پولیٹکل قربانی

اسمعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پہنسی نے کیسا دل باندھا ہے
اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ
پہنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع
کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پہوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔
مصر بچارے خود کچہہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین پادر یعنی سلطان کچہہ تو اپنے ہاتہون
اور کچہہ خود غرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین
مگر یہ بہی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ
بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا
کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے
زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوا لڑتا تہا۔
تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چہٹانے یونہین ہاتہ کی صفائی دکہانے
کو بازاری لونڈے لاڑی بہی اردگرد اپنی دمڑچی اور دہیلچی کنکیان بڑہائے
رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلدباز اور عجلت پسند تہے کہ جب تک دوسری
طرف جہیکے آپ اونہین کنکیون سے اولجہہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے ۔
اچھے اچھے شدہ کنکوے اور نفیس مانجہا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب
اودہر کا سر پر تڑتڑایا تو حضرت ہاتہہ لگانے کی جگہہ ہاتہہ ملنے لگے۔
پس مصر کی کارروائی بہت کچہہ اس سے مشابہ ہی۔
ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین
یہ قضیہ بہی گذشتہ وزارت نے ترکہ چہوڑا ہی۔ اور تم بیپاری کے سر پڑا

لیکن یہ بہی تو سمجھہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تمکو قلمدان وزارت دلوایا - اور تم نے قبول کیا -

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین - بہلا جنرل گارڈن کو بہیجکر تم خاموش ہورہے - پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی - آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکہکر تو سر پیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین - دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت و خون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی -

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے - اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے - خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے - تو سب کچھہ درست ہو جائے -

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کر سکتا - اجی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے - وہان سرے سے متزلزل اور مبہم کارروائی تہی - مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے - بس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی - اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نہ کہا - دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہیجا دو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے - تو یہ سمجھہ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے -

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہوگے - مگر سردست مجہے صراحۃً منظور نہین - مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا -

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ ابتو برابر والون کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتے تہ   اکیلے پہر رہے ہو یوسف بے کاروان ہوکر

ہان ایک اٹلی ہی۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچہہ نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار بند کروا کر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا۔ مگر تم سے ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو الباما کا تاوان دینا پڑا۔

وزارت حال پر آنے کے کچہہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سُست کہا تہا۔ منسٹری نصیب ہوتے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو بار ہا شاہ سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی ٹوپی اوتار لی اوسکو اور کا کیا خیال۔

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکہتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کارروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی چاہیے تہا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے۔ جس دہن اور ڈہرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ۔ آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلا بازیان کھا رہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کھلین۔ اور کون انکے شگوفے سر بلند کرین۔ اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اورسن لو۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا۔ جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پایگا اپنی علت غائی پوری کریگا۔

تم سمجھو۔ مہدی۔ عثمان دیغما۔ زار روس۔ اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل۔ علی خانوف۔ کمروف۔ بیوقوف جنکی بے ایمانی پر ذوف۔ آخر عالم اسباب مین جھگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین۔ کہ میری آپ کی طرح علوم۔ فنون حکمت۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ ترقی کے واسطے جان کہپانے کوشش کرنے۔ یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا۔ مگر حرامزادے کی رسی دراز۔ سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا۔ پلس جو بات کرو زمانے کے موافق۔ مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بھاگے تو بڑی خطا کی۔ جنکا جنکا بھرم سا تھا مین نے اونکی قلعی بھی کھولدی۔ پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی نتاحی کی حکمت عملی بالکل ترک کیجائے۔

مهدی و عثمان دیغا وغیرہ کی عداوت سینۂ بے کینہ سے آزاد ہو۔ اب جسقدر قبض و تصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔ اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول بیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔ اگر حملہ کرو تو دفاعی۔ مقابلہ کرو حفاظتی۔ ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بھی لاسکو اور سرحد ہندوستان کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھ حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔ کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔ کوئی بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن (زن نہین) رکھتے ہین کہ آیت حدیث غلط۔ سه

حکم جوروجی بہ از حکم خداست　　انچہ جوروجی بفرماید رواست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ و سنان کر رہے۔ خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین مگر یہان مسیحائے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان سارے عالم کا قانون انہین کی نوک زبان پر ہی۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

کہ ساری دنیا مہمل گوئی پہ ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع۔ پس اسی طرح سمجھہ لو تمکو بہی روس کے ساتھہ حسن عقیدت ہی۔ تمہارا دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک حرف بہی اوسمین سما سکے۔ تم بیچارے اوسکے فتنۂ و فساد کا ادراک ہی نہین کر سکتے۔ تم مین فر بودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے۔ آن سلطنت۔ صولت و شوکت شہنشاہی۔ شکوہ و شان قیصری کیا ہی۔ پہر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہہ مل سکتا ہی۔

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچار کہا ہی۔ علاوہ اسکے دو حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا۔ اول تو مختلف تعصبات مذہبی۔ قابو پرستی۔ تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے ساتھہ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا۔ یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہو گئی۔ کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تھی وہ قوت مین کم ہوئی۔ مگر یہ بہی سمجھہ لو تم نے ایک دوست کے ساتھہ گہاٹ کے وقت پہ کنائی کاٹی۔ سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا۔ یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجھتے ہو۔ اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا۔ حال کی جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسروٹیو پارٹی برسر حکومت تھی۔ اور جوامر فردگذاشت

ہوا اوسکا عذاب ثواب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے۔ جہوٹ یا سچ جو کچہہ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بہر مین دو دو ولبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو بازرکہا۔ بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا۔ مگر اب فرمائیے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتہہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کہیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹہنڈے ٹہنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرا ڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ؎

بس گرسنہ خفت وکس ندانست کہ کیست بس جان بلب آمد کہ بروکس نہ گریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پہر اسکا نتیجہ کہلا ہی رکہا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکہو تو کیا۔ ابتو روس ذرا ذراسی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی۔ بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بہگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر رٹرکی سے مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کی تمرے اوٹہائیگی۔

دوسری خطا یہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکہ سکتے۔ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پاسکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پہر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا۔ اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

تمہارے ہی سر پڑی۔ اوسین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کر دی۔ حالانکہ قندہار پر قبضہ رکھنا لازم تھا۔ خیر جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب روس نے قدم بڑھایا۔ اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی۔ مین اس جگہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین۔ مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے۔ اگر کوئی اچھی سوچی ہی تو انجام بخوش اسلوبی نہو سکا۔ کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تھی کہ باید وشاید۔ مگر وہی دم کی کسر رہ گئی۔ جسکا اعادہ فضول ہی۔

اب بعد قبضۂ پنجدیہ دمرد چاک و چرابی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹھہرا ہے۔ اسکی نسبت بھی کچھ نہ کہونگا۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا۔ تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجھ لیگا۔ اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی۔ سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا۔ اب سے

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع　　　صاحب غیرت شود یا زیرک پلوٹسٹ

سر بھنی صاحب نہین بلکہ ہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی مینارون اور وسط ایشیا کے لق ودق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین۔ اور پیٹر معنے پیٹنے والا دار علامت فاعل) لمس معنی چھونا۔ ڈن یا دن آواز توپ بندوق پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چھوٹ جاتا ہی۔ آدمی کاہے کو چاندی کی بارود ہے۔ خشکی کا تار پیڑ وہی۔ مگر افسوس تمہاری

کابلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ جھنک کر رہگیا۔ اور اب اگر چھوٹا بھی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر بم کے گولے کی طرح سیدھا اپنے گھر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کر رکھیئے اور سارے کمیشن کو بلا بھیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیئہ زمین بر سر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بھیجیے۔ کیونکہ پولیٹکل معاملات۔ ایک طرف یون بھی دو شخص جب کسی جگہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سی خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تھا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کر رکھا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچھتا ہون اوسکی نظرون مین روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بھی برابر سمجھون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا ۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام بھی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔ اونکو پرواہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔ تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑھنے دیتے ہو تو خیر۔ جلال آباد۔ قطع۔ پیشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات (جسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی) روس کی سر مڑ ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دونو نکے اپنے خزانے سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔

اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔ افاغنہ تالیان اور بغلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔

چونکہ یہ اخیر خط تھا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھے اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی۔ تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

الکرراینکہ ان اہم معاملات کی علاوہ اور جو چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین وہ بھی لیس درستی کی ساتھ خود درست ہوجاینگے۔

کھلے خطوط اور سر بند مضامین

نمبر ۱

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا - اگرچہ تمہارے ملک و حشم کے آئین و قوائین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈہرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام مہام مین خودسری و خودرائی کے مُنہ زور رہوا پر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض زمانہ کی ہوا - قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کر لینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سے واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکھنا اور ٹرین چلانا صرف کار زیست کہ فراست حاکم میخواہد - اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے - مگر پھر بھی بندہ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب و فراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی - چونکہ میرے علم و یقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو - لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا و مبرا نہین پاتا - اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم و تلقین گلیڈ اسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون -

آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی - اگر فعالہ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا - کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھٹ گھٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکھاتی ہی - مگر صلح اور امن کی حالت

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ادنیٰ سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو۔ مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت کرے۔ پس انسان لامحالہ چارناچار طوعًا و کرہًا بہت سے افعال اسی وجہ سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم اور ضروری کام عمومًا عالمون اور خصوصًا تمہارے واسطے زمانے اور قوم کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میل ور رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا یکشت زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مادر گیتی اس دفعہ بڑے بڑے گھن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا غوض و فکر اور داہنے بائین دیکھے دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلیٰ اور افضل سمجھتی ہی۔ اس کے علاوہ

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ و نامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کار ہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چہڑی۔

مگر کون کہہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہو گی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونوں ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ اوسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتھہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات و ممات صحت و عارضہ ترقی و تنزل چولی دامن کا ساتھہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبہلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد و گرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اُسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت برکنارست

پر عمل کر کے پہونک پہونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولیٹکل مباحث بے شک مجہے پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی مین بوجہ ابر وغرور قومی۔ اور لاپروائی کبہی۔ ودیگر اسباب خفیف وعظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کے ساتہون ساتہہ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ وبوستان کی ہری بہری سبز وشاداب تناور درخت سموم علم نظری وظاہری کی جہونکون سے جڑ سے اکہڑ اکہڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تہوڑے سے ٹنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی سو وہ بہی امروزہ فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری ومعنوی طور سے خودسر وآزاد ہوکر بادشاہی کو اچہی نظر سے نہین دیکہہ سکتی جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجہہ سر سے پہینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلے سلام کر چکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس وتسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہو چکی ہی۔ اگر کچہہ ہی تو تقدس کی جگہہ وضعداری۔

خلقتی ونیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کر سکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بہی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکہونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بہیجو۔ مین بہی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۵

ملکہ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچھ ہوا اور تم نے اور گلیڈ اسٹن نے کیا وہ تو ہو چکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجھتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسر وٹیو فرقہ اب ایسا بے سرا اور بے ٹکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ بس یہی اندھون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بھی شامل ہی) حامی ہو بادشاہون کی ذات کی واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کمسنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو۔ یہ سمجھ لوکہ آزادگی

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکہنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچہہ سجہاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے ہین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بہلا کچہہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجہپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہو کر ادہر کا قصد کیا تہا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تہا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ و دُم چہلا بنا رہیگا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند دہڑکا ہوگا۔ وہان کا ادنیٰ سے ادنیٰ گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکہہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکہنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ بس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی۔ جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین - حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل ہین لانا نیکی نہین - اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہے ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی — حورون پہ مر رہا ہے یہ ..... بست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو - پس تہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی - تم تہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے - اسٹامپ - رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ - ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض با صفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے -

پس نتیجۂ سخن یہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی - انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی - (خدا پر بھروسا کر اور بارود خشک رکھو -) پر عمل کرو اور دیکھو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے -

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو - یہی حال سلاطین کے جبروت و سطوت کا ہی - گلیڈ اسٹن اور آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اصلی بہت کچھ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی -

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج - تمہاری قوم بڑی خود غرض اور

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لے۔ مگر تمہاری خدمت پر چولہ چراکرتی ہے
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کردو کہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا اوس
اوسمین وہ جواہر لگاکر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سر بستہ مضامین

نمبر ۲

بنام مہاراجہ کشمیر

مہاراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لیتا ہے۔ عرصۂ کائنات مین وہ
تم ہے ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل اور موقع دیکھا ہی۔
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شاید بھڑک مٹاکر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سنلنے دے۔
یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپ کا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہون دنیا مین چندان رنج و تاسف نہین پیدا کرتا۔ بعض جگہہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تہی۔ اور ادہر صاحبزادۂ بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے باپ کو اسی بات پہ مار ڈالا کہ تم تو مرو گے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین لطف ریاست کب اوٹہائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالباً تمہارا دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضیٰ مامضی۔ اب ریاست کا جہگڑا۔ ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھہ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ و فلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف وہ مراسم کی قدر اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت۔ موسم۔ خوبی۔ آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتہی اوسکے بدانتظامی و بدحالی مین شہرۂ آفاق ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظرین بیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوادی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا۔ تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑہی کمائی کا پورا اجورہ پایا۔ نہ مفلوک اور کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی۔

ہاتھہ پاؤن بچائے اور موذی کو ٹرخائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلرغ مین جشن اوڑاؤ۔ کس نمنے پرسد کہ بھیا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمہین کو ہیم ورجا مین نہین رکھتا۔ سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکر کودجا تا پھرتا ہی۔ ہندوؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔ بازار مین جدھر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر تو دو گیارہ ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علة العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی الفت مین چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبة النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ درختون سے گر کر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوًا وعمدًا گھوڑون پر سے گر گر پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ٹکی وضعداری۔ سلامت روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس ادہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹیلے کا ڈر شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑانے۔ یا پانی گندا کرنے کا بھانہ تو باسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت نہو

وہ کم ہی۔ برمحل کارروائی کرنے والے توگھات کے منتظر ہی رہتے ہین۔ والیان ملک کچھہ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کو ہا گرم ہی پیٹا جائے۔ مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگر او سان نہ کھونا۔ قیام رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھہ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت و نادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن مصلحت بین و کار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمہارے ابا جان کو اودہ پنچ نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۷

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی۔ آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر رشک کہایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پرانا خرانٹ ناصح بہت کچھہ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی۔ یہ سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی اور آج سے نہین جب سے تمہارے وزیر باتدبیر سر سالارجنگ اس جہان سے سدہارے

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دہتورے رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت
اور سگھڑ بہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلو تہی کیجیے۔
نا دانستہ غفلت کی تہ لیجیے کچھ نہ کچھ بیش ہی ہو سکتی ہی۔ اس لیے اگر مین صحیح
اور واقعی بات کہون کہ مجہے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال
دریافت ہونا مقدم تہا تو کچھ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے
یہ مقصد پورا ہو گیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور
اور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہو گا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع
و خلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بہی پہونچ جاتی ہی۔
لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ
کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ
نہین رہ سکتے۔ خصوصاً ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ
کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ
مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل و مصارف خزانہ
بغیر عینک کے دیکھو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر
عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی
ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچھ کر گزرے۔ اور واقعی

نمک حلال۔ وفادار۔ خیرخواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو خوب ادا کیا۔ مگر سے

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات۔ سوءادبی کی حد تک پہونچ جاتی ہی۔ سب خاک مین ملاے دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کر گذرے۔ آگے جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکہائے پوت (یعنے بیٹے) دربار نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تھا۔ بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجھا کہ میرا لڑکا عین حیات اگر دربارشاہی مین حاضر ہوکر کاربار سیکھا کرے۔ تو غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے۔ وزارت بہی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچھہ نہ کچھہ میرے جیتے جی سیکھہ جائینگے۔ آگے کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے۔ مگر صاحبزادے کو بہیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہا دیے۔

اول۔ پہلے بادشاہ۔ اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب اور محبت سے سلام کرنا۔ کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چھوٹے خواجہ ہین۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب بیٹے حضرت داخل دربار ہو کر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھہ ہی باآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا ٹھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈھنے۔ آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔ آپ اوچک کر اُسپر بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم۔ سمور۔ قاقم۔"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہی۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا۔ برفی۔"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکال دو دربار سے۔ گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کھو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین۔ اجی بھئی جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تہا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہہ تھی نہین۔ ایک چوکی بچھی تھی۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔ زیادہ گنجائش نہ تھی۔ آخرکار بعد تلاش ایک کونے مین ڈیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمایئے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہی؟"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکھائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہی تم نے بہی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہو چکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بہی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کی واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہی۔

اس موقع پر پہونچکر یہ بہی گوش گذار کرنا ضرور ہی۔ کہ جو کچھہ کرنا اپنے بہروسے پر کرنا۔ قدیم فرتوت پیرانہ سالی اور بوڑھاپے کے مارے سست تدبیر ہورہا ہی سوچا بہت ہی۔ کر کچھہ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ رکری تلوارین۔ سردیاے پڑاتے کام نہین دے سکتے۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تھوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہو گئی ہے۔ دوچار رہ چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے پہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہی۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفائی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ انتظامی اُلٹا کرتے ہین۔ آنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہی۔

گھوڑ دوڑ۔ تفریح امرا اور رؤسا کی واسطے مردانہ کھیل ہی۔ مگر وہی "بوقت فرصت" ہم نے یہ بھی سُنا ہی بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالبًا یہی وجہ اور بھی بار بار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سر دست اور کچھہ نہین۔ اس تجارت پر محصول جنگی تو تم ہی قائم کردو۔

اور بھی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۸

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق تمھاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے رائے لینا اور اوس رائے کو میزان عقل مین تولنا تمھارا کام ہی۔ دیکھو تمھارے وزیر مرحوم نے کیسے کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔ مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تھا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تھی۔ یہ سمجھہ لو جسقدر تیز چست چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بھی ہوشیار بیٹھنا ہوگا۔ مین تمکو ایک لٹکا فقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجھہ لو کہ کشود کار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

کے واسطے منتر ہی تو ہی۔ اور خزانہ ترقی کے لیے کلید ہی تو ہی یعنے جب غور کر لیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کی واسطے مفید ہی۔ اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری۔ تو پہر ہر وقت ہر لمحہ۔ ہر جگہ اوسکا خیال رکہنا فرض ہے۔ اِسی کا نام دُھن ہی۔ جب تک اسمین پکے نہو گے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا۔ تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین جنمین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے۔ تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا۔ پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین۔ پس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جہگڑے بکہیڑے شروع کر دیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُہن نہ بندہنے پائے۔ گو تم کم سن تہے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی واپسی برار کی خبر نہ سنتے ہو۔ اوس کو مرتے مرتے یہی دہن رہی۔ اب انصاف کرو۔ اوسکے بعد پہر بہی کبہی اسکا چرچا ہوا۔ ملک وہی۔ والی ملک وہی۔ برار وہی۔ سرکار وہی۔ مگر افسوس انگریزی مثل دد کوشش کرو کوشش کرو۔ اور پہر کوشش کرو،، پر عمل کرنیوالا نہین۔ ممکن ہی تمہارے دل پر ایسا اثر ڈالا گیا ہو۔ کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون۔ یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو۔ مگر سمجہ لو اگر تم کچہ کہو گے تو ایسے ہی مہات سر کرنے سے ورنہ کلہہ تیلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی۔

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون۔ کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین۔ صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر مختار

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین - اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے
اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ تکمل اختیارات
رکھتی ہو - پس وہی ذات خدا ہی - غرض یہ کہ جو کچھہ ہین یہی لوگ حضرت اختیار
صاحب ہین - جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات
وسیع رکھا کرتے ہین - تمہاری طبیعت نے بھی دانستہ یا نا دانستہ تمکو اسی وادی
پر پہونچایا ہی - اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے
چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو - اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو
یا وزیر کا بھائی - عزیز ہو یا قریب - کسی کو نہ دو - میری صلاح تو یہانتک ہی -
اگر ملک غارت بھی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لٹا دو تو اپنی اختیار سے -
کسی بہیا دے کو نوکر رکھو اپنی اختیار سے - غرضکہ جو کچھہ جا بیجا کرو اپنی اختیار سے -
ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی - ویسا ہی -
مگر اہل سیف کی جانب بھی تمکو توجہ چاہیے - پرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے
خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا - نہ تمہارے صندوقون مین رکھا - بلکہ
اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا - اسکا انتظام بلطائف الحیل
نہایت سہولت سے کرنا چاہیے - کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بھی چند امور باقی ہین - اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار
کیے جائینگے -

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا - مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کردی ہی -
اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ دنون یاد کیجیے - جسقدر کم توجہی کی شکایت
تہی غالبًا وہ رفع ہوگئی ہوگی - اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی - کہ ابتک مین نے
کیا کیا - اور کیا کرنے کو باقی ہی لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر
ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچہے نظر پہیر دیتا ہی -
خیر یہ تو امور اتفاقی ہین - چارہ ہی کیا ہی - اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے
خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی - اور ہمیشہ پہیلیان
بجہایا کیے - کہ وہ کیا ہی - کہ بہت ہے اور پہر نہین - یعنے انسان - مگر خدا کی
عنایت سے کوئی نہ ملا - اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوس وقت کوئی بہی
انسان نہ تہا - بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ
مل سکا - اسپر کوئی کام اونکا رک رہا نہ انتظام ملتوی - ایک نے سلطنت
کی شاخین - انتظام کی سختیان و ہر تک پہونچا دین - دوسرے نے ایک
جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی پس
اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تہا۔ اگر لوگ پوچہتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکہتا ہون تمہارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکہو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق ومعشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹہسا ٹہس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزؤن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینہ وبازو کی طرح اوبہرے اور بہرے بہرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہٗ وشکایت۔ راز بتاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکہکر

پس ہندوستانی رئیسون کے ساتہہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا - وہ مراسلہ لانا - وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان - وہ اخفا مین اہتمام - جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی - ہان (سر ہلا کر) اچھا تو ہی - تمہاری خاطر کسکو منظور نہین - خصوص جب تم ناراض بھی نہ کرو - امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ - مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا -

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بھائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے - اور خود بازی جیتے - اونکو اور تمکو مبارک - اگر حیدر آباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تھا - ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین - پس یہ بھی او نہین امور اتفاقی سے ہی -

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی - پارسی نہ مدراسی - انگریزی نہ ارمنی - مین تو باشندۂ دنیا ہون - میری نظر وسیع مین سب یکسان - پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہو سکتا - فی الحال ہندوستانیون و دکنیون کا چڑھاؤ و تار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی - تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو - نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بھی بال کترا فیر ہو وے جھاڑن کا کوٹ پتلون پہن - کھڑے گھاٹ نیچری بن - سید صاحب پیالہ پی چھٹی کے چادر گھاٹ جا اوترا - اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ - عمدہ جگہہ - کام - سب بگٹٹ چلا آتا ہی - بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔ عہدے نے سلامی اوتاری۔ اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ ہندوستانی نکالی جائین۔ ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک دوست نے پھلیندرے کھلائے۔ ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا۔ پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔ ام کو آنجا لے چلے تو بڑا مہربانی ہو۔ دوست صاحب نے ایک پھلیندرے کے درخت کے نیچے جا کر دکھا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین ۔ جتنے کھائے جائین کھاؤ۔ آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کھانے۔ اتفاق پھلیندرون کے ساتھ مین کئی بھونرے بھی مرے پڑے تھے۔ آپ ایک آدھ وہ بھی چکھ گئے۔ وہ جب دانت کی نیچے پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔ آغا صاحب فرماتے کیا ہین "تم چاہی چر کرے چاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا۔ بس کچھ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے ۔ ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا - ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا۔ اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔ اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے۔ تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔ شراب کباب۔ سیر تماشے سب کا لطف ہی۔ بھلا معشوقان پری تمثال ۔ ومہوشان خوشخصال آ

نائے ونوش ہستی کا جوش وخروش ۔کیا مزا دیگا۔ جب ہم پڑے پڑے مسہری پر بالسم کہیبا۔ اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا رہے ہین ۔تاج پر زر۔ لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو اندر سبہا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ و ارادہ وغیرہ) کے افعال پر جو کچہہ پڑتا ہی طب وحکمت گواہ ہین۔ واجد علی شاہ باوجود لحیم و شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے۔ اسکی وجہ علی نقی خان اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچہو۔

شائد تم فساد خون مین شہزادہ بسمارک کی مثال پیش کرو۔ مگر اتنا بہی سمجہہ لوکہ یورپین طرز تعلیم۔ وخیالات۔ وسعت معلومات اور کندی جذبات انسانی وہان کیسی ہی۔ اوسپر بہی دیکہہ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب مین کسقدر دخل ہی۔ جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ وہنگامہ پیدا کرتی ہی۔

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

وام بہو پالہا۔ غالبًا۔ اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ۔ اور دل مین

سو چوا قبال الہا کا بدل بھوپال ہا کیسا۔ سو اسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹھونس ٹھونس کر بھری ہین تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی۔ رہی بھوپال کی تخصیص وہ تحمیر زمانہ دیکھتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی بدشگونی ہی نہ بدفالی۔ صرف احتیاط زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔

مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تھا کہ شجیع اور بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ و منفعلہ موجبہ سالبہ۔ اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی منزلت سے ازروے فلسفہ و منطق۔ و مذہب۔ و قواعد زبان بخوبی آگاہ۔ اور ایک دوسرے کے مرتبے و التزام میلان طبعی۔ و خواہشات نفسانی سے بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ و ضلالت استبداد و ضعف عقل و قوت جذبات کو اچھی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطر داری کما حقہ پہچانتا ہون۔ پس جو کچھ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکھکر۔ تمام باریکیان سمجھکر۔

خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری ریاست اپنی طاقت اعلی سے اچھا برتاؤ دکھائی ہی۔ تمنے بھی شخصی اور ذاتی طور سے کچھ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے مردون سے نہو سکا۔ مین تم کو تہ دل سے سراہتا۔ اور دست اشراقی سے تمہاری پیٹھ ٹھونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ　　　معلوم ہو گیا ہین لیل و نہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون یا گرد و غبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین مستحکم مکانات کی چھتین - اور سڑے پھوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین - آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہو جاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

نرنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم　　　کہ آئین جہان گاہی چنیان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہے یا لائق عفو - مگر سر دست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی - مضی ما مضی - ہان جو کچھہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ ادا ؤن مین ابہام اجمال و را خفا کے ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کے موافق مزاج و شست بھی ہی - عملدرآمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھہ
تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کر لینا چاہی
کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین
تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے بیس پسوے تو وہ نوبت ہی اسکی
نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرماشرمی مڈبھیڑ
ہوگئی تو اہل غرض ٹپے گاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ؎
بدقت میتوان فہمید عنہاے نازِ او — کہ شرحِ حکمتہ العین ست مژگانِ درازِ او
مدت سے میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے
کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلیٰ سے اسفل کی جانب
نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک منفس کی
گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ
معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ شدہ بشد ہو۔
کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست
اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف
شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔
مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی
ہمدردی اور جرات کا کام ہی۔ مگر وہ مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے
کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف
اگر ہے رحمدلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدہر۔ اسی طرح۔ خود غرض۔

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی بعدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوض کرو۔ آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائے گا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بھوپال

دام بھوپالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجھا اور سُنا چکا ہون کچھ مضامین باقی رہ گئے تھے۔ جب تک وہ بھی گوش گزار نہ کرلون مجھے چین نہ تمھین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچھ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تھی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بھی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم وبیش ہر جگہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے قرائن وحواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کی وسیع کف دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان مین جہان منزلون بجز خاک کے پانی کا نام ونشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوے پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھ رہا ہی۔ کہ دور سے ایک بڑی لمبی چوڑی جہیل صاف شفاف نتہرے ہوے موتی سی پانی سے لبا لب نظر آتی ہی۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈہارس۔ پیدا کرتا ہی۔ اور دم بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی۔ مگر واے نادانی وہان پہونچکر معلوم ہوتا ہی کہ سُراب ہی۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈھے چڑھے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف طور سے مختلف مقدار تور کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہی کہ ایک ندلا دُبالی اپنا اہم سے اہم کام۔

نالکر تا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی

پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکھہ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے اگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندھا دھند کارروائی سے کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔

پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

نپولین کا یہ مقدرہ صحیح ہی۔ کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔ مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین۔ یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب اور لب کے
ماہین بہت سی کہنڈتین ہین۔ جو بات اچھی یا بری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہوجاتی ہی۔
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور ہی۔ پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہر ادا بدل مرغوب ہوتی ہے۔
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ موکو چولہے مین جھوکے
مطابق ہی۔ حیدرآباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔ نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا۔ نوجوان رئیس کا اپنلا ہونا موجب ہی۔ ہمتو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔ بخوبی تمام تمیز کرسکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف۔ جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔ کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔

یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکہنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتے تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹھیس بہ

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگرچہرے کی رونق اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تارون سے بند ہوا لو یا کمانی بنوا لو۔ سگھڑ بھلائی ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴۱

بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا　　کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کر لیا جائے۔ اور کچھ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام و تفہیم گنجایش پند داندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبا یا ہندوستان سے اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان۔ ضرور بالضرور سہ ضرور کچھ نہ کچھ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ و نالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکھ پھیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گزشتنی اور گذاشتنی ہے ع۔

بہوش باش کہ عالم رواردی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہاراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سے چراغ

جلتا تھا۔ اور اب اونکا نام ونشان تک باقی نہین اونکی جگہہ خدا جانی کس کس دساور کا ریزہ۔ کس کس جنگل کا بہالو۔ کس کس ملک کا جانگلو۔ کس کس اقلیم کا انسان آکر حاکم بنا۔ وہان ایک ویسرا ے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس شمار قطار مین ہی۔ پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبھی کسی زمان و مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ بوڑھے کے۔ یہ دو جملے محض بیکار اور بیفائدہ ہونگے۔ اب رہی یہ اسوقت بالفعل۔ درینولا۔ ضرورت اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کار امروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا۔ جو بحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی کرنیوالا ہون۔ جو کچہہ کہنا ہے کہے دیتا ہون۔ اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا۔ اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا۔

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی۔ جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو نہین خوش کرسکتا۔ مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیئے کہ جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا۔ مگر یہ سمجھہ لو۔ ایمان وانصاف۔ کانشنس۔ ذری بیڈہب ہین۔ جمہور رعا کا دل کارروائیون کا فوٹو ہی۔ اگر وہان کا حاکم خوش۔ اور یہ دل دعا گو۔ اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی۔ تو البتہ موجب فخر ونازش ہی۔ ورنہ مدقوق کی چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا۔ دماغ مین تا دم واپسین قوت باقی رہتی ہی۔ اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی۔ ایک عاشق

اپنی معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے شعر
اُنکے دیکھے سے جو آجاتی ہی رونق مُنہ پر   وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی
رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبریہ سیاست کی ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیردست کو آئے دن مبتلاے زحمت رکھا ع
قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو
اگرچند امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرشل انتظام مین پیچ سین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھول نکالنا تمہارے سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے ہاتھون سے ا۔ اتفاقات کا کیا علاج۔
جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا
تمہاری مستعدی اور جودت بیشک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چُٹکی بجاتے فوج فراہم کرلو۔ مگر یہ جھٹ پٹ ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش۔ شہنشاہی

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہوچکا۔ پہر آخر روپیہ آئے تو کہان سے۔ اور کام چلے تو کیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین ویسی نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ کا پانی پیئے ہوئے مختلف سلطنتون کے درباروں مین پولیٹکل کُشتیان لڑے ہوئے۔ دیسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو۔ برہما۔ کشمیر بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدر آباد دکن کے معاملات ژولیدہ سے چشم پوشی عقل دور اندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہی۔ جہو ہندوستان کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست ودرشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت وصولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی ومنطقی حجت واعتراض نہین کرسکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت کر سکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے لقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے برائے چندے کسی نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہو جائے یا ہمیشہ کے لیے ملتوے رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑ ون سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔

''پنجۂ سیمین خود را رنجہ'' کرنا ہی۔

مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکبا د دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون۔

اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ اشباہ کی ہدایت کرتا ہون۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے دس لاکھ روپیہ چٹ کرنے پر ہمت باندہی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔ دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر یاس سے اوٹھہ بیٹھے۔ شہر مین ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی پف سی ہوشیاری کا پوڈر لگایا گیا۔ تو بہلا یہ تمہارا بوڑہا۔ خرانٹ۔ خیر خواہ۔ کیونکر نہ سمجھے کہ تم اوسکی صلاح دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کی آجکل محتاج ہو۔

انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہ کا مقدمہ ہو۔

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جہوٹی گواہیون سے مغالطہ عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جحجہ مین حاکم دماغ بہی حواس خمسہ ظاہریہ کی جہوٹی شہادت سے دہوکا کہاجاتا ہی۔ جولوگ اس گر سے واقف ہین وہ نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق گواہی دلوالیتے یا اور کچہ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرالیتے ہین کہ اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت تہیٹر۔ گہوڑ دوڑ مین ایسے اولجہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تہوڑی دیر کو بہول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپرہی اوس مین خفت و کمی گوارا کرو۔ اور اگران سب جہات کے مقابل مین ثابت قدم ہی رہو تو پردۂ غیظ و غضب تدابیر سے آنکہون پر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نا معقول مین تمیز نہ کرسکو۔ تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گپ چپ۔ یا پاسیو مشیرون سے مجہے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت ہوئی مین تمکو سمجہا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب کے واسطے کوشش معقول و مناسب اور بہت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے بلند حوصلے کے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمہارے

مقاصد ملکی پورے نہون گے۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج۔ اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی۔
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلی تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہاری والد بزرگوار اور میر لایق علیخان
اور میر تراب علیخان سرسالارجنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات۔
فہم و فراست۔ خبط و حماقت مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔ تمکو ثابت کرنا چاہیے
کہ سب وہان پنیری نہین ہوتے۔ نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ[سلہ]
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی۔
نہ ہر گھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی۔[سلہ]
ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی۔ اگر جامۂ ریاست تمہاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

سلہ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقا ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین۔ آپنے زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے جب وسنے پوچھا کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا۔ ا۔ ا۱۔ ٹ

سلہ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرآیا اور دانہ پانی موقوف ہے۔ طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا۔ معلوم ہوا تربوز کے فالیز مین۔ فوراً اوسنے لٹاکر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا اونٹ اچھا ہوگیا۔
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی روز ایک گھینگھے والا شخص ملا۔ آپنے اوسکو لٹاکر حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا۔ ا۔ ا۱ٹ

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تہا۔ مگر اب تمہارا منصب وہ ہی تمکو یہ امر ہر حال
مین ملحوظ رکہنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتہہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دینا بہی فرض ہی۔ مگر افسوس اول تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تہی۔ دوسرے سب کام
جن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کر بہی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت
کر لیجایا کرین اوسپر طرہ یہ کہ حضرت دیوان کچہہ بہی نہ نکلے۔ ڈہول کے اندر خول۔
اعلی درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مدبرون کو چکر مین ڈالے ہوے تہے۔
اب خواب وخیال مین بہی نہین۔ بقول الہ حمد مرحوم ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتہہ

اب تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کر کے ریاست
کی ٹوپی سنبہالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے بہلے کو دکن مین آرام سے بیٹہے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والئ کشمیر کی طرح بو کہلاے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آغا اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکہتی ہے
اوسکے واسطے دستور العمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کے ساتہہ اوسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پینکی جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعۃ الاستہلال تہا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدر آباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹہس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

سُنتے ہین جب گدہون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخم باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالیٰ کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چار مینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالباً اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چہ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہی نہ عیش و آرام۔ لہو و لعب کی واسطے کسی سے۔ نا چاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھہ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجائے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح فرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدر دانی مین مشق بڑہاؤ۔ ملک کے رنج و راحت کو اپنا رنج و راحت بناؤ۔ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑ دوڑ مین بازی جیتنے سے کچھہ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار و سائیس۔

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کے عزیز بھائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمہاری بہن پژمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی گر بھائی مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت پیغمبر کا طوق پڑنا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت سخت گلوریون کی تمنّا نہین رہی۔ سلیچ اور نندوئی کے مزاحون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش ہوتا کہ کبھی کبھی دو مُنہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ سلیچ اُسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھ زیادہ کر سکین جب یہ کچھ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذرا جاتا ہو اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سے بالغ ہونے مین بھی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ کہتا ہی اور یون بھی پیر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیس ۳۰ برس تک تم خدا کی ودیعت اور نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپ کی ہیی نہین انتظام کا ہیکا ہو گا۔ ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنا لو گھر والی بھی ملجاے گی۔ مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہو مگر وہ ہو !!!

لاجلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سر براہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اسکی ذات کے خرچ
کرسکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہو اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کر نہین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب ا روہنگ[1] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بھی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گھر اور مال ہو تو ضرور شادی کرلے۔

بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتھ ایک اور نیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسسٹنٹ کی . . . . . بنا ہی تو ہو مزے کرو دس دن کے بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بھر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدرآباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
ٹھیک جائیگا ٹھیکے ماندے گھر مین آنا نکھٹو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گٹھری ٹٹول کر نوٹون کے
دھوکے مین امیدواری کی عرضیون کے صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تھا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پھر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم
دو دن کے بعد جس مصیبت مین پڑنا تھا پڑتے وہ تو چین سے رہتی۔ شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان۔ نہ خدا کی وربعت بڑھی نہ گھر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

[1] نصف جسم یعنے جزو اعظم

جلد معاش حاصل کرنیکا بھی منشا ہی کر اودہر ڈپلومہ لو اودہر مخطوبہ رات دن پڑھنے کی جگہ کچہری اور سونے کے کمرے میں لا بٹہاو اور بی بی دونون کے پیٹ بھرنے کی کوشش کرو پہر دیکھو کیسا جلد دولت والے گہر والے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑھانے والے مشہور ہو جاؤ گے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بھی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بھی مین باپ کی توت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکھیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جھکا تو تحت الثری سے بھی پلے پار۔ اوپر کو اوٹھا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چہتر منزل کی کیفیت دکھادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکھیے ایک ایک دو دو کی جگہہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہے کی اولاد ہو گئی اس کثرت وارادت کو دیکھکر مرد بیچارے لگے چوہیا کا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گھبرائے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بھائی مارے گھبراہٹ کی عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گھس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکھیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوامونی کا فور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکھہ دیکھہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بھرمار سے اور بھی رہے سہے حواس پیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی تو عزرائیل نے بھی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ ابکی سال پیٹ مین بچہ

کیا رہا ملک الموت حلول کر گئے - جان سولی پر ہو گئی - زچہ جی کیا بچی گویا بچے کے
ساتھوں ساتھہ خود بھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی - اور جو گئی تو قصہ پاک حکیمونکا
قول ہے - کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی - تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی - بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ ہر وقت بار ور ہونے
یا بچہ پیدا ہونے اور پھل پک جانے کے مرجاتے ہین - ایک دفعہ پھل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی - پس اس طرح
انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی - جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی رو سے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے - کڑیان
جھیل لین - اب اختلاط کا دور دورہ ہی - اب تو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے -
کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اوسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی -
علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی - اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھ
نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت - گلاب مین کانٹا - پس اسطرح
بھی ان ذات شریف مین نیش موجود - تیسرے بوجہ قربت اقرب بھی کہی جاسکتی ہین
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے - اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا
فرق - طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضائے طبیعت کا ثبوت ہی - یہی سمجھہ قانون قدرت
نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کرلی - اور بھئی ایک بات اور بھی ہے
بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے باؤ تولہ باون رتی تلی ہوئی بات کہا کرتی ہین
اگر غور کرکے دیکھیے تو معلوم ہوگا - جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کرکے
گنتو - اونکو وسواس ہوگیا - بدشگونی ٹھرادی - آپ دیکھیے تہذیب اور

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت
جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا
رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان
کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھا لیا
اور دفتر پر چڑھا کے .... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین
ون۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا
پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانؤن مین اتنے مرد
اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوئی ہین
پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی۔
آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو
دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار
درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے
کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر
چھری پھیرنا شروع کر دی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے پینڈکون
کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہوگا۔ نہ مردم شماری کے
نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو
برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کر لی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا
یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہوگا۔ الغرض بیان مصائب
اہل بیت آسان نہ۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے

مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرلیجیے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ

مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبدالرحمن خان

لاحول ولا قوۃ۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور

دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھی بٹھائی یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تھی۔

اللہ رازق تہا ہر حال مین دنیا کچہہ آرزو بھی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا ادہر اُدہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی تخت و تاج کے جھگڑے دیکھو تسبیح مصلے کے

جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تہا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔

انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا۔ مار اچہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے

نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہوجائے۔ مثل مشہور ہی "خانہ خالی را

دیو میگیرد"، چلو بھئی تم ہی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تہا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھ

اوتار نیولے ہین۔ لو صاحب مجھہ بیچارے کی گردن پھنسا ہی تو دی۔ واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان۔ کہین۔ ادہر آؤ۔ اودھر جاؤ۔

لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا!۔

تمہاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا غضب مین جان پڑی
چلو اس سی تہوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا یوب دور سی غرّے ڈبّے بتانے لگا۔ رعایا ہی
کہ مجھہ بہکوے کی ایک نہین سنتی۔ ای لو یہ سب کچھہ تو تہا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی
مرو پر آ جمے .... ہندوستانی بوکھلا گئو۔ کوئی تو کہتا ہی
ہرات پر روس قبضہ کریگا تو انگریز قندہار لینگے۔ کچھہ حصہ ایران دبائیگا۔ ارے یارو مجھہ
بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہی۔ میرا ملک ہوا تمہارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس اور انگریز وہین
چشمک ہی اپنے سمجھوتہ کر لین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی
دو کہسیانی بلی کہمبا نوچے مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سی ملتا ہون تو انگریز دو ہی
دن مین چہٹی کا دودھہ یاد دلائینگے۔ نہین تو روسی ملک چہینے لیتے ہین۔ بہئی واہ۔ ع
دو نونکی ضدنے خاک مین ہمکو ملا دیا
گہوڑے گہوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بہلا پوچہیے۔ مجھے ان باتون سی کیا مطلب
اپنے انگریز جانین روس جانے بہ گوشت خروندان سگ "حیرت مین ہون کیا کرون۔
اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائے۔ اب یہ فرمائیے کس دربار مین داد بیداد مچائی جائے
صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کے دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی۔ چلو ع
تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم
اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصر ولنسے کہا سنا جاتا۔ یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار
طلبا کے واسطے گیند دہڑکے کا میدان ہی۔ جو جی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔
اب میرے واسطے سر دست سوا اسکے اور کچھہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے
انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پہر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

انڈے بچے والی چیل چلہار

بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ
پھونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ
چپ شاہ کی بالکی منو ہی بنی۔ منہ مین گھنگھنیان بھرے بیٹھی رہین۔ اجی توبہ کیجیے
بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہند بیت
بٹیر۔ بلکہ گلا پھاڑ کے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹھا کے۔ جس مین یہان سے
لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکھنؤ مین بھی کچھہ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے
سے سٹر پٹر جلسے ہوتے تھے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی
کوشش کرتے تھے۔ مگر جب دیکھا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آ پہونچا ادہر
لفٹنٹ گورنر بہادر بھی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بھی عنقریب
دربار فرمانے والے ہین۔ چھتری سرکس بھی تماشے کر رہا ہی۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی
بھی آتی ہی۔ ان حضرات کو بھی مثل عارضہ متعدی پچ بچی چھوٹی۔ بے چینی بڑہی
مادہ ہیجان مین آ ہی گیا۔ اور ایک بار آنکھہ بند کر کے کچکچا کے "عظیم الشان جلسہ
انٹی کانگریس" کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت
گذر جاتا ہی۔ بات رہجاتی ہی۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو "منجانب
مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۳۰۔ دسمبر سنہ ۹۹ء بمقام بلند باغ کانگریس جلسہ سالانہ
لکھنؤ مین ہونیوالا ہی اوسمین کچھہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل
باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

چہ ہند وچہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک بہم
لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے
دن مکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام
حضرات اہل اسلام...... اس جلسے مین مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے
شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین"
یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک
بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف
دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔ کیونکہ اپنے انٹی بہائیون سے کچھ بعید
نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون۔ کیا معنے کہ جب اعزا
و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بہی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بہی
غالبًا ود المشتہر" خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب
افضل صاحب۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔ حکیم محمد رضا خان بہادر
شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گہربسی۔ یعنے گہر کے لوگون
یعنے لڑکون کی والدہ یعنے اے جی۔ یعنی بیگم خانم صاحبہ۔ یعنے جورو جی۔ یعنے زوجۂ
معظمہ طال اللہ پائنچہا و آنچل اللہ وثہا علی روس الشوہرین الی یوم الوفات بل
بعد الممات کو کہتے ہین۔ تو ان ذات شریف کو اوٹھہ کہڑے ہونے مین کوئی کسر باقی
نہین رہی۔ جس طرح تہیٹر۔ سرکس۔ گھوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی
اوسی طرح یہان بہی آدہمکینگی اور یہ بہی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گہریون شریک ہوگا
تو اوس دن ضرورت کا سامان بہی ہمراہ ہوگا۔ خواصین۔ پیش خدمتین۔ شیرخوار بچہ

جسکے ابہی ٹیکا لگا ہوگا اور داڑہ او بہرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہو رہا ہوگا۔
پہر اوسکا گہوارہ۔ پالنا۔ جہنجہنا۔ چُسنی۔ انا۔ چہوچہو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ
بکری کا بچہ۔ چند خرگوش اور چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص
اس مصلحت سے آے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ
انا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ۔ چہوٹی صاحبزادی کا
گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرون
کے تہیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچہ دان۔ آفتابہ۔ آئنہ۔ اُگالدان۔
طشت۔ تسلہ۔ لوٹا۔ ڈہولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچہونے۔ گاؤ۔ تکیے کے پوتڑے
نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبہی ہوا چاہین۔ پس معلوم ہونا چاہیے
اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے ان
سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ
کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا یعنے
متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بہی گہر سے باہر نہ نکلنے پائینگے۔
پہر اگر مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی
جانب سے ان سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پہر اللہ نے چاہا تل
دہرنے کو جگہہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بہائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کٹلا لیے
موجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے مین تو دو کانین بند تہین اس دفعہ
چوطہے تک گہرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگڑ جاے اوستاد خالی۔
ایک بات مشتہر صاحبان بہول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

رنڈیون - خانگیون کا کہین ٹہکانا نہ کیا۔ جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین
ہونے کا پیشہ اوٹہائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی جدن -
بی جو دہرائن - وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا اتنی بازون کیا بڑون
بڑون تک کو ہوگا - پس اُن کی طرف سے آنکہین پہیر لینا یعنی جہ مناسب ہے
بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان - پالکیان -
ڈولیان ہون وہان جو پہلے نہ ہون - واللہ اتنی و نہتی تو چار دن کی بات ہی -
سابقہ انہین سے پڑتا ہی - اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچہا تو بہتون سے
برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا - ناچ گانے کے جلسون مین
رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفردائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نہک بہ جراحت
ہوگی - یہ سمجہہ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکہتی ہی - انکا سکہ
دلون پر چلتا ہی - انکے طبلے کی گمگ ناک متی توپ - سارنگی ہنری مارٹنی -
مجیرے مگزم گن سے زیادہ توڑ رکہتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ
یا ٹارپیڈو ہی ہین - انکے توڑ کا کیا پوچہنا - بلکہ سچ پوچہو تو یہ لوگ سُرنگ
ہین جنسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زو سے ضرور
بچنا چاہیے -

راقم

ساتہہ لے دے کے اپنے یارون کو
عینڈ کی بہی چلی مدارون کو

مرزا پچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف پچھو بیگ ہیچ کی نامہ نگاروں
مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلےٰ مرزا
عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ بادشاہ اودہ
کی فوج مین کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔
لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کر کے مشغلہ
شعر و سخن کی جانب بھی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
مین بھی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا
نام اُردو زبان کے اساتذہ اور محققین کی فہرست مین داخل ہو گیا تھا
آپ مرزا نسیم کے شاگردوں مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح و شدید القویٰ جسم و قوت کے اعتبار سے (بقول حضرت حسرت موہانی
شاعروں مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق بنے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تھا
کھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگرکھا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بھی مرغوب تھی لیکن آخر عمر
مین کبھی کبھی کوٹ پتلون بھی پہن لیتے تھے۔ لطیف و ظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چھوٹوں سے بھی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تھے۔ آپکے ملنے والوں مین
پرانی وضع کے لوگوں مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگوں مین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تھے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تھی کہ
مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی لوگوں کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہو سکی
کہ سنی تھے کہ شیعہ آپکے شاگردوں مین منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بھارت



مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

انڈین پریس الہ آباد

مستر کلکتہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہر دلعزیزی و بے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت سوہانی کہ جنکے لطف و کرم سے یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین ؎

"آپ کے نظم و نثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد کے ہین۔ مرزا تسیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روز افزون ترقی کے ساتھ پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کے مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۳ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے ذی مثل و نظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرۂ شعرا کے مانند جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقۂ اول کے انشا پردازون کی فہرست مین ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہی۔ افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولانے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت مین چھپوا دیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بر جملہ اصناف سخن آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی۔"

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑے ٹھکے چھپالیدر
برما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔ کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا بہی بقول جُلاہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گھڑی مین کچہ اور گھڑی مین کچہ یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ (رسات قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا۔ کس شدت کی کیسی دہوان دہار جلاپے کی گرمی تہی۔ اسے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدھمکے لگا دنا دن بیتہ پڑنے پہر سے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چوطرفہ سے گہرا چلا آتا ہی پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسو لگا موسلا دہار۔ چہاجون برس رہا ہے۔ چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔ نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ جدہر دیکہو عالم آب کام کا جی پسینے کے بدلے بینہ مین شرابور۔ رات کیسی دن کو بجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔ بجلی کی چمک پہر اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتی ہین یا فرشتے عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔ تاریکی وہ کہ ہاتہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچھے خاصے

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہاے ڈولے ہین تھے-اب جو پانی
برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑاڑ اڑا دھڑ ہم
کرکے پشت بزمین رسید ہوئے-اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین-برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بہی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین-دوڑتے دوڑتے
پھیپھڑی کیسے ہاتھہ پائون تک پھول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا-بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھکے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑائے بہاگا جاتا ہی-سواگر دن ہلنے کے ہونکارا
زبان ہی سے نہین نکلتا سوانہیان کے ارسیان چار آنے آٹھہ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے-جی نہین اون ہون
یہہ بھی دکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈہلو آختہ ہوئے-لے توبہ استغفراللہ پائون
کی طرح زبان بھی پھسل گئی کدہر کی کدہر ہو رہی ہی-اب لاحول ولاقوۃ الا باللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پر ملالت مقدمہ مذکورہ
بالا جس سے بڑھکے کوئی مرحلہ لا دوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کی
اللہ اکبر-استغفراللہ-السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ-لیجیے نیت بدہوگئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہی کہ فصل کا کچھہ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھہ نہین ہوتا

خوش نصیبون کو اسمین بھی خوشی ہی چین سے گھرون مین بیٹھی ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پھر واہ جی واہ پانچون گھی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے منتین مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی مے کا
اوتارا برسات ہی کے گھاٹ پر ہوتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تُند و پر شور و سیہ مست ز کوہسار آمد　　میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گھٹا اوٹھی ہی اوترسے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین مینہ برسے

کے شور غل سے کان پھوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکھیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین۔ معشوق لوگو نکا یہ پیار اُنہ ہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لیئے اوٹھا رکھی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گھٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گھر گھر کڑھائی چڑھ گئی۔ چھُنن
چھُنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بھر تک ایسی کبھی نہین ہوتی۔
جب دیکھو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک و حسد سے ہاتھ ملتے ہین۔
جھولون پر لہک لہک کے سال بھر کی دل کی بھڑاس نکالی جاتی ہی۔
لہری بندے جب دیکھو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یاد ش بخیر بقول کسے ؎

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنھیں انیونکے دلسے پوچھا چاہیے۔ وہ خاکی پریزادوں نکے بناؤ بیفکروں خوش نصیبوں کے جماؤ۔ تنبولنوں اور ساقنوں کے ہجوم۔ سودے سُلف والون کی دہوما دہوم کہین پٹّی دڑھا کا میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف شاخین سہال گو لیان مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان بلیچ آباد لٹا دیا ٹکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چڑ پڑے۔ کباب ہین بارہ مسالہ دار دہی کے بڑے۔ بگیون کے گرد مالی ہار بیچنے کے بہانے آنکھیں سینکتے پہرتے ہین۔ جب سنیے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت مین کھلا۔ سونگھا اور گلے پڑا۔ کہین جھولے پر جنتی پریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بھی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہی قسمت ورونکو تو ہرا بر چین ہی چین لکھا ہی ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ رے برسات اور واہ ری برسات یہان بلا تشبیہ نقل کفر کفر نباشد بھلے آدمی سے نرے کھرے سائل ہو کے رہگئے۔ جب سنئے سائل یہ چاہتا ہی سائل بعرض کرتا ہی سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہی۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بھی ملا تو بھیک منگا گدگلون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچھ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگان خدا جو معظمہ دیگر مسہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے ننانوے کے

پھیر مین پڑے ہین او نہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بچڑ جھکڑے کو چرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیچپائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی لنگا وہی ساری جو آگے تہی سو اب ہی ہے

وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سو اب ہی ہے

وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سو اب ہی ہے

وہی کپڑون مین کیچڑ کے چھیکے کائی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سو اب ہی ہے

وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سو اب ہی ہے

اوسی صورت سے ہے ابتک بُرے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سو اب ہی ہے



قصہ مختصر۔ کچھ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے اودہر ہو جائے اِن مصیبت کی مارون کو وہی ایک دہندہا۔ صبح ہوئی اور موم جامے کے ٹکڑے ہین کا غذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

موسلا دھار پانی پڑ رہا ہے۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا وظیفہ۔ کبھی چار مندرے چار گندے چار لکر ہارے۔ بدلی گئی پہاٹ بہوٹ تارے نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہو بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا ہے اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدھی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک وپاکیزہ کہ مئی جون کے مہینے کا ٹھاٹھ بھی قربان کیا تھا۔ اے واہی واہ۔ پائنچے دونون چڑھے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا پرانی سڑی کملی کا کھڑونگا کے دہی موہی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر بٹر کرتے ہوے چلے اب ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اِکّے والے ہوت۔ اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دھاڑم دھاڑ مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی بڑائی کسی دلگی باز نے اِدھر اودھر کونے کھدرے سے آواز دی بھی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے ڈبکیان کھاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سناٹے دانت کھٹے کیے دیتی ہین یہان کچہری کا بھوت سوار ٹپکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہین بگار ہو جائے نہین لشتم پشتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی لہی واہین بہت مگر خالی ٹٹو پوشش پچھو ناندارد۔ وہ بھی غنیمت است کہکے بے چکائے

سوار ہو لئے اور کہا کہ بھائی اکے والے کہاں ہو ہمیں کچہری لے چلو کے والے
دوکان میں کھڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلیں
لیکن پہلے آپ آسمان پر جا کے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکھائی نہیں دیتی آئے وہاں سے لیچلو گے ایسے ہم بیدھے ہیں کہ بن ناحق
اپنا ہاتھ منہ توڑ واڈالیں۔ بھائی جان ہمارا مقدمہ ہے ہمیں دس بجے ضرور
وہاں حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک پھر پکار ہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہے۔ پھر مقدمہ آپکا ہے ہمیں کیا ہم تو بے پانی کیلئے خدا ہی بلائے
تو نہیں جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہے تو اور دو قدم ناک کی سیدھ پر
چلے نا جائیے ہمیں فرصت نہیں۔ اونہہ جہان ستیاناس وہاں ساڑھے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلیں۔ اری بھائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو۔
بہت خوب آئیے یہاں سائیں نکل آئیے اب تو بنا کے بھیگ گئے صورت نہیں
پہچانی پڑتی ہے لو ہمارے پرانے وہ ہیں گی سواریاں ہونگی۔ ار میاں اب
تقریریں نہ کرو ہمیں جلدی ہے بس ایک سواری اور گھنٹوں کا حساب۔ کیا کہا
گھنٹوں کا حساب۔ تو آپ ضرور کچہری پہونچے میاں جی ابھی آغا میر کی ڈیوڑھی تک
کرایہ دو روپیہ کا پھیر دیا کہ بھیا کون اپنے ٹٹوؤں کی جان لے کہیں کچہ اینڈے
بینڈے پاؤں پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جائیگا۔ لیکن آپکی خاطر ہے
خیر دو روپیہ دیجئے لے چلیں گے پھر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پاؤں نہیں۔ اجی تو آئیے میاں جی یہ لیجئے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچھ دیجئے گا۔ کچھ نہیں
کہتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر بے مبالغہ پونے تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہی

پھلی چین سے کٹری بیر لگا تی ملاحی کاٹتے - ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین خل خل کرتی نظر آئی دی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بھائی
لیچلو گے - وہ تو جان جو کھون بھولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بھیک کے شور بہ
ہو ہی چکی تھی بڑی ڈپٹ سی بولے آئیے اور ایک رپاٹا لگائین مگر چہرہ دار
لگے گا - اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور اور منظور ہے
چلیئے جھٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹو ہی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگیا کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پہ پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے اسمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بھر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون ہی جون تون لے
دے کر ریل کا پل نانگھے ابتو وہ نہ ہلدنہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا بابان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا - گو چمین صاحب نے لاکھ کوشش
ہزار سر مغزن کی - ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولا تجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتھ لگا دیجئے - بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھ کام چلے - پھر صاحب مینہ بوندی مین
آدمی تو گر ہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے - ہٹ تیری کچہری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تھا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسمین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا پھر چہ معہ کرایہ بائین ہاتھ سے دھر دیجئے ابتو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے مختانہ پھر دیکھے بھی جان

جھٹتے نظر نہین آتی۔ بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا۔ جلدی کا واسطہ گھبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی
سڑک تک جاکے پاؤن جو پھسلا لنڈہکری کہائی راستہ صاف تہا ادہر اودھر
دیکھہ کے اوٹھ بیٹھے کپڑے لت پت گھٹنی لہولہان کھڑے قدسے گرنے کا وہچکا ابہی
سیدہے نہوئے تھے کہ دوسری قلابازی کہائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پہر اُٹھے
اور اُوتو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید
مع مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہ بہلا گرمی مین تو ادہر اودہر پکڑیا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا پنچے ٹیک لیتی تھے ابتو بالکل جیسے بوراہاکتا جدہر جائیے
دوت دبک دیکھو پانی ٹپکتا ہوا سے لوکا غذ بہیگ گیا۔ ہان ہان چھینٹین نچ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹھکانا نہین۔ اسیطرہ گھڑی دو گھڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جہیل ہی ڈالا جائے۔ نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جو ڈٹے تو سات بجے
کی خبرلی بس جی پک گیا اُسپر کبھی ایک مقدمہ پیش ہوا کبھی دو۔ شام کی بعدتہی دستان
قسمت سے کہدیا۔ دال بیش دو چلدو اپنا سامنہ لیکے پلٹ آئے کہان گئے تھے
کہین نہین کیا کیا خاک دہول بکائن کے پھول کرنا کیسا لکھا پورا کرتے ہین جس
مقدمے والے سے پوچھیئے نت نئی آلھا گاتا ہے یہانتک کہ بعضے دو کھا چندہ کرکے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلا سے اتنی ہی راحت ہو جاسے گھر سے
پاتراب کرکے یہان آرہین گے کبھی نہ کبھی پیشی کی نوبت آہی جایگی۔ اور کچہ نہین
تو کہانے پینے سونے بیٹھنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بھٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبھی وقت بیوقت اندھیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

جا کھڑے ہوئے اتو بے موت مرے جاتے ہین پھر لعنت بکار شیطان جب ذرا پیٹ مین سانس سمائی کپڑے پہر ہرے ہوئے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلا ایک آدمے شناسا سے علیک سلیک کی وہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تھی و ہبی پیشاب پانی ہوگیا اب جلے پاؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا اودہر تلاش کی وہ سلامتی سے چہلاوا بڑی جستجو اور زگا پوسے بانسون مین کنوئین اور کنوون مین بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی غضب ہوگیا قہر ہوا دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی بتائی کہ واہ وا صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔ وہ تو کہیو خدا ساز بات مین اپنی چند مقدمات کا نقصان کرکے آج سویرے منہ اندہیرے آیا حاکم ہاتہہ پر ہاتہہ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہاہی پوچھا کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے بس مین لا اوڑا۔ چنان وچنین حضور خداوند غریب وہ بات کو بڑہا دادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب ناشدنی ابہی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابہی تک سوا محنتانہ لینے کے اور کچہ نہین سمجہا اور نہ آج تیار ہوکے آیا وہ ہوتا تو خیر کچہ کام چل ہی جاتا آپ مہربانی سے اسکی تاریخ بڑہا دیجئے کیونکہ مدعی کا بہی کوئی وکیل حاضر نہین آیا پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پہر فرمایا کہ اچہا برخاست کے وقت دیکھا جائیگا پہر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتہہ پاؤن باندھے مگر کچہ جواب ندیا اچھا کہا کیجئے۔ بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی سیدہے ہی جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

اور ایک جگہہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکے معہ رقم محنتانہ شکرانہ مکان پر آنا لیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہان پر ہزار ہزار مرتبہ دروازیکی صدقی ہوتی پہرتے ہین خالی میدان نہ آج ہوتا ہی نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سی قابل گذارش ہی کہ یانی بوندی کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد یا گئی تہی تو جیسے دیکہیے وہ بہوک یا ئی کبوتر کیطرح کندے تولی مستعد بیٹہا ہی جدہر سنیئے اللہ بہیج مولا بہیج کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی سی۔ اللہ کہان تہی آج کتنے دنونکے بعد کہائی پڑی۔ تمہارے کاغذات تیار رکہی ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکہی اور دہو ڈالی۔ اجی حضرت آپکا ترجمہ رکہا ہی اسے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچہا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہی ہم تو بکریدکو دن مکانپر جاکے گہوم آئے خیر صاحب کہڑے کہڑی سر کا لہو پانو مین اوتر آیا خالی ایری پہیری پوچہا گچہی کتر بیونت پہیل چہال مین چار بجے پانچ بجے۔ ابتو چہکے چہوٹ گئے۔ بہوک کا غلبہ جدا۔ پاخانے پیشاب کی ضبط کرنیسے جی بولایا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑی شدت سی درد ہونی لگا بہیگنے کی زحمت نی حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ ادہر تو برسات کی فصل اودہر رات ہو چلی ہوا کی خنکی اور بہی ناگوار ہونی لگی بالکل شام کو قریب تہا حکم ہوا کہ اس مقدمی کی تاریخ دس مہینے کم سال بہر کو بڑہا دیگئی۔ سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کری ثبوت کے کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی۔ بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب جان بہادر کی پوشش ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب سے بڑہکر پوشش کی لفظ سمجہہ مین نہین آتی آج تک کبہی گاڑی سیز کرسی کی پوشش سنی تہی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال بسیار اتنی اصلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد (پوشاک ضروری) باقی پہر انشاء اللہ بعد پیشی دیپشی

ہو گیا زندگی سے جی بیزار
وقنا ربنا عذاب النار

توبہ سو بہ تلاّ پلاّ دہائی تہائی چوتھائی۔ دادبیداد فریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ۔
باانیہمہ کان پکڑکے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے
روزگار سے۔ کیا کہیے اور کیا نہ کہیے۔ آجتک مع مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے
کہ اس عذاب النّار کا مطلب سمجھ کے بیچا بیچ مین نہین آتا۔ بعضے عذاب النار کے
یہی معنے بھاڑ چولھے کی آگ کہتے ہین۔ بہتیرے مُلّا قل اعوذیے نار دوزخ جو
ہمارے معزز مولانا سے غربی کے بقول یونہین سا ایک دوہٹر ہنکا ڈراتے دھمکا دیکا
آلہ ہے۔ مان بیٹھے ہین۔ اکثر بھٹو مرہکے پیٹ کی آگ یعنے بھُوک پیاس کا عذاب
سمجھے ہوئے ہین۔ بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی
بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین۔ غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہ نہین
پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ
پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چپکے سے کہی تھی کہ بھیا نار سے مراد
عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بھی مانگے نہین ملتی۔
غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین۔ بھاگے سے بھی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ
مین تھوڑا تھوڑا سا ذکر بھی کر دون پورا مرقع اوتارنے مین تو شاید کم سے کم کوئی
سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جلے بیتے نشان کے طور پر وہ بھی لب لباب
کہدونگا۔ ہان لے اب پڑھیے۔ کیا (وقنا ربنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

بڑھیا معاملہ چنیدہ جورو عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکور انتہا کے پینگ بڑھے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بند میان بیوی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بھی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گھر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خرچون ہرچون کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبّر لادے کل اٹالہ ساتھ لیے ممکن نہین۔
پھر کچے بچے جینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاءاللہ ہونے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پر۔
روزمرہ مین بہار کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ ملا جھونک دیا آخر تابکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان تُوڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ ابکی یہی کیفیت ہی نگاہ تھی
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
توڑاتے ہین گنڈے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر اوڑھ جاؤن

کب نظر بچے کرھوا ہون تو بہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر
اوسکے گرد پھرتا ہی چونچ سے کھینچتا جاتا ہی جوبن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے
پیٹ کا دانا اوسکے مُنہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پھر یہ ایک پیار
اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اُٹھالا کے دربے مین گھر بنائے
انڈے سیّا کرے بچون کو پھرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی
زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون نکلیف کرتی ہے
پھین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطّامہ اودھر رُخ نہین کرتی بھاگتی ہی
دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بھی چونچ سی چونچ ملا دیتی ہوگی
اور بڑی بڑائی ادھر کی اودھر اِترائی اِترائی دم لٹکائے تیرتی پھرتی ہین -
ابھی کل کی بات ہی - کتان مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنے تو اب
سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گھر مین کھونٹے سے
لگے بیٹھے رہتے ہو - گھڑی بھر کو ٹانگین سیدھی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کھانا ہضم
نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم
جا نہین سکتین اب تمھارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گھڑی بھر مین
تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جاے کچھ بن پڑتا ہے -
چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکّھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان
سیدھارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - ادس بندۂ خدا نے پھر کے
کروٹ ہی نہین لی یہ بھی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا ہی اسنے
کچھ کھایا پیا یا ہمارے انتظار مین یون ہی بھوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ -

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی - بیوی بے دید بے مروت
آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے - مین تو اپنی پیارے
دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہا پی مگن ہو کے بیٹھونگی - پھر یہ بھی
پھری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے
وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھونپر تاؤ دیتے ہونگے -
مگر آج نہ ذرہ وقت ہی ایسی باتون پہ یہ بھی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے
انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالا رہے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو
آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی - دنکو تارے نظر آتے ہین -

عورت اگر بر ضدی پر آئے تو مردوئے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ
مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی ستّے گھنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے
نہ بنے - آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین - ایک ادنی اسی بات کل سوار
ہو کے باجی امان کے بہانے سے چھوٹی پھوپھی کے یہان جاؤن اور پندرہ
دن کا غوطہ ماردون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے - یونہین اکیلے
پڑے مکھیان مارا کرین - پھر آپ سے آپ دو ڈی تو بہ پھٹکار ہی میری باتون پر
لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننھی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا
ایک گھر نگھرے کے سو گھر - وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین پر دفع دفعان ہو
تو کھل کھیلون رات رات بھر غائب رہون - لچ آگ لگے ایسے خاوند جورو کو
کلیجے مین پیپ پڑگئی آئے دن کی سوئی سوختی - اس گھرداری کو لوکا - سات
چھپر دن کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہوگئی - سب سے بڑی مصیبت

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی ہی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعریہ مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دِل بُرا ہوتے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہے قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہے۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوا بھیجا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھر کنے لگین الٰہی شکر۔ آخر چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھرے دوست پیدا ہوئے۔ انکا حکم اتنی دیر ہی گھر واہے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہونا ملاقات کے معنی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسرے کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم و راہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لکیر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی ہی ہے کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہے۔ دوستی مبارک گھرداری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی اَنّا ذرا جا کے ان آدمی صاحب سے اتنا پوچھ آ کہ بھائی کہان بلایا ہے کیا کام ہے کچھ خیریت تو ہے۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہے کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا فقط یہان کے پتے سے آیا ہے پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے چین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین میرے پیاری دوست (تہذیب جال کا فقرہ)

یا جانمن فدایت باد کسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس
بیوی صاحبہ معظمہ آیا تو زمین آسمان کے قلابے ملگئے - بہت بڑی بڑی
موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی
عورت کا ہی - ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین دل تو بنا کے احمد محمود لکھدیا
دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب
وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے - باقی جب قلم
ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے
تو یہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین - اب لڑائی کیا لینے جانا ہی
آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی - بہزار دقت بڑی منت خوشامد
سے جب سعی سفارش ہوئی تو اس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن
کی تو تو مین مین - پھر ہانڈی کا سا ادبال ایک سورچہ ہوچکا تھا کہ دوسرا
قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دھبا کیون لگا ہی - کل پچ گلوریان
کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا - جیتی جان عطر کیونکر نہ لگائے
ہون ابٹو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین - بالون مین کنگھی
نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین پڑنے لگین - کپڑے گرمی مین دوسرے دن
نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے - پناہ بذات خدا اب سنئیے
خدا راس لائے - یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین -
ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دو طفن پٹیان نبتی ہین گلوری
سے مُنہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین - نعلین سونگھ کے

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوڑہنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تہی
یہ تواب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم مین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آوٗ
تو نہ مانون کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تہی
کبھی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی۔ ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلاضرورت
بہی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچھ اختیاری
بات نہین اور نہ کچھ ایسی قباحت ہی ہو کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہو اکرے سوتے مین آدمی بدخواب بہی ہوتا ہے
بڑاتا بہی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر ہری پرنالی کی چھینٹ سے بہی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکھین محرور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ ہی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبھی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبھی چہریان کہاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا ادہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پہر سواموا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت ﷲ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دغنات مندرجۂ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سی جو پہنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اولجھنین ہوتی ہین کہ مہینون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مونین ہوا چاہین
پہر ایک شہر کی سکونت اور کچھ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔ طوائفون پر سب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب اِدہر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گھر کی قفلی ہی اور قیامت قائم ہوئی سچ مچ ٹیڑہی کھیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ ناگنے پائے مزدوری دستوری چہ معنی دارد بلا تشبیہ تبرک کی ذردشا ہونے لگی۔ سب سے بڑی اہم لڑائی پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اپارہی کہاری ایک آدہے کنبے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گھر کا مالک سمجھکے کام کاج بھی ہبک دبک کے کیا پھر کیا پوچھنا لے میرے بہائی کھڑی کھڑے شہر بدر تو نہین گھر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہی تو پیزار کی نوک سے۔ ہزارون لاکھون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہی۔ غصہ مین اگر کبھی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نونیزے پانی بلند پھانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہی۔ غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ پہلا وزن نہایت چاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو ۔۔۔ او ٹھکھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ ہانٹ کی اینٹ چوراہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔ زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اور سپر بیوی جی بیوقوف و بدمزاج۔ اپنے گھر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ ہل کے

پہلی نہین پہوڑتین۔ لڑا کا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور بگڑ ہو گئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالی
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جاے ایسا پتلا شوربا۔ ہو ہائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پہیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹہیک ہلدی
کی کچاہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبانین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
او سیر چہد ہائی دہوئین کی لُو آٹا بطخون کے کہلانے کا یا موا گھوڑے کا اروا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبہی پسند آیا ہی نہ آئیگا۔ گلبدن۔ مشروع
کہاروے سی بدتر ٹانگین چلی جاتی ہین پہپہولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جہونا
کتے کا کفن سُوت کی تار برابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جہرجہری پتلی بنی جانے لگی جسمین روئین تک دکہائی دیتے ہین۔ میان کی
عزت کا پوچہنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کہایا۔ مارپیٹ شرفا کا شیوا نہین۔ چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے توبہ یو نہین کو سم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً جلے بہنے کسی وجہ سے
گہر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی پچپانی اُسپر بیگم صاحبہ کی مُنہ لگی ہوئی۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی مُنہ سے نکل گیا کہ خبردار مُنہ سے
چڑ چڑ نکیا کر جہاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین مُنہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکہتی ہی نہ بیوقت جب دیکہو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکہنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تہوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری درجے کو۔ چل چُپ رہو۔ زیادہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھ کے بن کچھہ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیا اب آ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین - رونا درکنار کھڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا - اپنی مان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گھر مین کھڑے پانی پیون - میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھکو کوئی ایسی
ویسی بیوارٹی مقرر کیا - ای توبہ مین اون مین نہین ہون او بدمہری کی بچی
مالزادی بیسواشتا کھڑی ہوئی دہگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا - مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملادون -
گھر بار یون ملیامیٹ کردون - لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کاہے کو اوٹھین گی - چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک و بد سے خبر نہین دن دن بھر جہان جاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارادن کوئی ٹھکانا دالان کی دہنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
جندڑے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبتے گھر مین کیا قدم رکھا کہ مُوا ہلا کو کسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود - کیونکر مُنہ مین چھوپا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دہجیان اوڑائین ایک حن کے بہتر
حن کیے - کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اِس سے پیچ پی ہزار نعمت کھائی بس
ہو چکا چھوڑ دبی بلی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جُہلسا مجھہ مین اب
کوفت کھانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی - آج ہی تک کا

ساتھ تہا۔ چلو چٹکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔
مین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب
جب تک مین کچھ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ خیلاپنے سے اپنے خراب ہون
ہزار خرابی تیرے سیر سے کتنے سے تھوڑی بہت تتّو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پانون
ہو کے ہتھے پر سے او کھڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ پڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین
محلّے کی کوئی پچپانی آئی اور خلا ملا کر کے سر پر ٹھالیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دو بھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدہر سر ہیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بکھرا نکل کھڑی ہون خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدھی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مِسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بھر بھر کے مٹھائی پھولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بھی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ مُنہ سے آدھی بات تو نکالو۔ فدا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دُنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نوا اتوار دس ا پیر گیارہ منگل بارہ بُدھ تیرا جمعرات چوداہ دن ہوئے کہ بھابھی امّان کی کچھ خیر خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ بخبتی کے مُنہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کھڑے تڑے ہو آؤن پھر چمیگوئیان تھین کہ اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کلاح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین بیشک ٹھیک بہت دن گذر گئے۔ اُخوہ پھر تمھارے گھر والے کہ ہمیشہ کی عاشق زار جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خبر اتر کو چلے آتے ہین تِل پھوٹتی خیر صلاح منگائی جاتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبھی ایسون کے نام پر جوتی بھی نہ مارون میرے باپ ایسے ہوتے تو ابّا (یعنی) گنج مین بدلوا ڈالتا یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کر کے بیچتا۔

پھر ہن بولو مجھے بُرا لگے کہ نہ لگے مین ساری پہیری بن آگ جلون کہ نہ جلون لے اب فرمائیے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔



پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم

پنڈت تربھون ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت لشمبھر ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ صابر تھا حضرت
ہجر سنہ ۱۸۵۳ء میں تحصیل چھیا میں پیدا ہوے تھے۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا۔
علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب میں حاصل کی انگریزی میں کیننگ کالج لکھنؤ میں
ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا
مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش میں اودھ کے مختلف ضلعون میں گھومتے رہے۔ آخر کار گونڈہ میں
مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر گردش تقدیر نے چین نہ لینے دیا۔ دو سال
گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی۔ مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہو کر
فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہان چھ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء
حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی۔

حضرت ہجر ان چند حضرات میں ہیں جنکی شہرت کا آفتاب اودھ پنچ کے مطلع سے چمکا ہے۔
منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودھ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور
سال بھر تک قریب قریب ہر پرچہ میں آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کیے۔

اودھ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون میں لکھا کرتے تھے
یہ امتیاز زیادہ تر رسالہ کشمیر مرۃ الہند۔ وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تھا۔ "ماہیت خواب"
"نفس امارہ" "مشرقی تہذیب" "مسئلہ وراثت" وغیرہ پر اکثر معرکے کے مضامین لکھے جنکو عبارت کی
سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تھا۔ قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہٗ) کے شاگرد تھے
اردو سے تو انکو خاص انس تھا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کا
کلام انکا خوب ہوتا تھا۔ اکثر احباب کے جگھٹے دریا کنارے ہوتے تھے وہان حضرت ہجر
برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تھا۔
اس قسم کی نظمون میں لسان الغیب کشمیر کہا جاتا تھا۔ نوحہ کشمیر و نغمان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی
مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب
اپنے جوہر کی قدر نہیں کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس طرح قدر نہ تجھے اپنے سخن کی ہو نفیس　　　　مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام ازبر رہتا تھا۔ شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو۔ لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ و ہندوستانی نے کچھ انکا کلام جمع کر کے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہو گیا۔ ایک مسدس انکا موسوم بہ کچا چٹھا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہے۔ یہ وہ نظم ہے جو کہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑہنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہے اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہے نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہے سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی تاثیر سے مالامال۔ چند بند ہدیۂ ناظرین ہین۔

عداوت کے شعلے کو بھڑکانے والو　　　　جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دھڑکانے والو　　　　نیا روز اک جوڑ بھیڑ کانے والو
یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین پارسا تھے　　　　بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے　　　　بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے
تو بہتر تھا گھر بار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین۔

ہر اک قدم مین صد رنج و محن ہے　　　　نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
بدی پر ہمہ سال چرخِ کہن ہے　　　　نہ ہے جوش قومی نہ حبِّ وطن ہے
محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین بس ہے نا اتفاقی

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی — غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرہ — ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یا حضرت! ذری اِدھر مخاطب ہوجیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔ کیون نہو۔ ہم پرتاب گڈھ سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ اے سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہی۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے انٹا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا جھکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا

گو صورت دریا ہمہ تن جوش ہون مین — لب خشک ہین چشم تر ہی خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا — مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

اخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر تو ہولین۔ حضت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹو انسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاء اللہ کیا اجتماع ضدّین ہوا ہی۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آئے نہ سان

نہ گمان کھٹ سے موجود۔ ای حضت یہ نہ پوچھیے۔ آپ تو اس طرح سے آئیے جیسے
سمندر مین جوار بھاٹا۔ زمین مین زلزلہ۔ ہندوستان مین ادبار۔ مدراس مین
قحط۔ سلطنت عثمانیہ مین زوال۔ کابل مین روسیون کی سفارت۔ دیسی
اخبارون مین اکٹ تو چشم بددور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی۔ مرگ مفاجات
ہوئی۔ آئین یہ کیا؟ حضت۔

قدم نامبارک مسعود گر بدریار ود بر آرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجانب پرتاب گڑھ مین بیٹھے عید الضحیٰ کی خوشیان
منا رہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل
حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل ہی دل مین دعائین
بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام مچگیا۔ محلون مین ٹپس پڑگئی۔
ہرسمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین۔ جس کوچے مین نکل جائیے رونا پیٹنا
مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین
تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے۔ لے اِس
دُکھڑے کو تو ریل بیگ مین تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمائیے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔
کیا کیا مزیداریان دیکھین۔

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ دنیا اور عقبیٰ دونون کے
فائدے۔ زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔
اور ہمکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم ز کفر و دین بہر یک قدم دو سیر من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ و پتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین صاف اور ستھری دوطرفہ ٹٹیون پر گلاس روشن۔ مقام پاک و مقدس ہر ایک چیز موزون و مختصر اور پھر کیون نہو۔

ھمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا　　[illegible] مین یہ بھاری وہ سبکہ ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اس پلے مین عرش　　پہونچا وہ فلک پر یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو آڑ نچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھئے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سورج مکھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہے۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف کولے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے۔ دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے کشمش منقے خوبانی۔ انگور کی قطیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ کڑاکے دار پوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوانِ شایستہ چنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذاللہ۔ سڑکین کچھا کچھ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

چھلنا تھا۔ تِل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سروں ہی پر جاتی اور
رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کار سپاانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر
اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ چڑھ مار گولر پاکے۔ چڑھیاں لیتا ہوا
آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچومبر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ
الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانوں اُٹھ گیا۔ بس ہاتھوں ہاتھ معلق جارہا ہے۔
اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن
ہتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔

وہاں سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت
کرتے ہوے پچھلے پاؤں پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹیں لی ہیں
کہ واہ جی واہ۔ وہ رکھب گندھار لڑاتی ہوئیں ٹیپ کی تانیں تھیں کہ سُبحان اللہ
سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم میں مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیروں کی
چھاؤں دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آئی۔ ایسا
گلے کا لوچ اور آواز مین سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا
اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ بھئی۔

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلین واں ہوتے ہین سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نورٌ علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر
کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی گلاس جگمگا رہے تھے۔

ؔ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

دو سنہرے پتیلون کے ہاتھ مین زنجیر اور انہمین روشنی کے گلاس تیل تبی سے درست اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر پتیلیونکا وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاء اللہ وہ تھا کہ صلّے و جلّے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیرین دیکھین۔ انگے کی ضریح میان خدا بخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہے۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جگھٹے بھی مدتون یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اسی دن دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج و الم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے اجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

بر مین تھی لباس چست معقول	کانون مین سیاہ تھے کرن پھول

ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹہ دار رضائی عجب ستم ڈھاتی تھی۔ لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہے۔

ٹیس پھر اٹھنے لگی پھر اسی دکھ نے گھیرا	پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

اب لکھنا و کھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاء اللہ دیکھا جائے گا۔

؎ ذری بالفتح پڑھیے گا۔ ؎ واللہ واہ پنجوٹہ بھی کیسا ہوا ہے۔

نشہ کی ترنگ

مہنگا کرا آٹا اور سستی کرا فیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب۔ واللہ ہی کل مکتب ہین کیا جی خوش ہوا ہی کہ
قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منّے مرزا کو
ایک دم چھاتی سے جدا نکرون۔ بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر۔ باپ پوت پرا پت
گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاء اللہ
سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضت کیا عرض کرون مجھ تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ
یہ دن سن۔ نام خدا اُٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر
آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود
صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر دیتی ہین اور پھر ہین اُس چلم کی کیا
تعریف کرون جسمین تلی اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا
دوسرا موجود ہر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر۔
ہائے لال سبچے کولون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی جسن شکل
سے چاہیے بھڑا لیجیے اگر سر مو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا
قوام وہ بڑہیا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لی۔ اور یہی اُنکی سی محنت
کوئی کرتو لی جناب سید الشہدا کی قسم کہا کی کہتا ہون کہ افیون کو بانات کی ٹکڑے
ہین کم سی کم دو سو مرتبہ تو مقطر کرتی ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہی۔

ہو بہو خون کبوتر بو باس صلّے و جلّے واللہ ہی ایک مرتبہ لگاہ بھر کر دیکھ لیجئے دو دن تک چسکی کی حاجت نہو اور پھر مین آپ سے کہون وہ اُنکی تباسے کی پیٹ ڈالدینا ستم ہی برپا کردیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایک دم مین طبیعت باغ باغ ہوجاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی اِدھر آپ نے شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجے۔ اور تو اور شیخ سعدی کے کلام کی تصحیح کر ڈالی۔ اور پھر کیسے کیسے مصرعے چسپان کئے ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئے تو بجا ہی حضرت آپ پسند کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نے تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگے جس سے دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ لگین حضرت فرماتے ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا — کہ ہستم اسیر کمند ہوا
مزا کیا کرا ہو گیا دے چرس — نداریم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو بازی دگر کار نیست — وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مس قلب را کیمیاست — کہ افیون ہمہ درد ہا را دواست
اگر چانڈو بازی تو کرا ختیار — شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین — مہند شاخ پُر میوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست — تواضع ز گردن فرازان نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل — زند سوز او شعلہ در آب و گل
اِدھر لاؤ حقہ لگاؤ نہ دم — کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیے ہے وُہی آدمی — نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان ہجر پینک مین آٹھون پہر — بغفلات میر عمر در وے بسر

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے زمانے مین تخم حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دھونیوالے خبردار او بے خبر سونے والے
گھٹا کی طرح چھا رہی ہے تباہی
تری قوم پر آ رہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی چھٹے باپ سی بیٹے بھائی سے بھائی
بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اس عداوت نے کھویا جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا تیری عادت نے کھویا تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا
وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آب سے اب ابھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین جو شائع نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے پیچ پچی حیف ہر ایک گھر مین لڑائی ٹھنی ہے پدر اور پسر مین
جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک یہ پندار یہ عُجب ثروت کہانتک

لیگا نون سے اپنے یہ نفرت کہانتک — یہ مینڈھے لڑانے کی عادت کہانتک

ذرا کھول کر کان سُن اس سخن کو

ہے درپیش چہ آخر ستش جاہ کن کو

یہ انصاف سے تو نی کیون مُنہ کو موڑا — یہ آغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا

غور و نوش کیون لا بنے بہائی کا چھوڑا — یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا

یہ لفسانیت کیا سمائی ہے سر مین

یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین

بہلا پنڈتون سے بوستہا بہی لی تہی — جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی

کمیٹی مین اُپتک بہی کوئی کہلی تہی — کچھ انصاف بہی وان تہایا دل لگی تہی

یہی طور پنچایتون کا اگر ہے

سزاوار اخراج پہر ہر بشر ہے

جہان مل گئے چار ہمقوم بہائی — شکایت کسی نے کسیکی سنائی

تو پہر کسکا اظہار کسکی صفائی — وہین فرد اخراج دستخط کرائی

ہوئی گشت شہرون مین اور سبنے جانا

کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا

یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ — کہانی رہی یہ ۔ یہی گر فسانہ

تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ — کہ اٹھیگا کُل قوم کا آب ودانہ

مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو

یونہین قوم مین تعمیہ تخرجہ ہو

مری قوم کے پیارے کشمیری بھائی یہ ہٹ دہرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گہٹا خوف کی کیون ہی آنکھو نپہ چھائی سمجھہ بوجہکر کیون ہے بے اعتنائی
ذرا دل مین سوچو تو للہ صاحب
زبان پر ہی کچھہ دلمین کچھہ واہ صاحب
مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی بزرگون پہ الزام دہرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی
وہی ہوگا قسمت مین جو کچھہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی
یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت کہ دنیا کو عقبی پہ دی تو نے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت گہٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت
نہ ہے اور نہو گا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دہریہ پن تمہارا
کہلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈہانا روا ہی مٹن چاپ کٹلٹ کا کہانا روا ہی
پیو برف بے کہٹکے اسٹیشنو پر
اوڑاؤ لیمونیڈ سوڈا دہنجر
کرو سر کو چپ چپ گی گر خم تو جائز عبادت کرو الٹی دائم تو جائز
جو گہر ڈال لو کوئی خانم تو جائز شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتے ہین جنکی کچھہ حوصلے ہین جو سچ پوچھو دولت کے سب چوچلے ہین

طوائف سے ہو گر مجوشی تو واجب　　ہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب　　جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چانڈو افیون سے تم کو جائز
دوا گر ہر اک چیز ہے تم کو جائز

ان افعال پُر نکتہ چینی خطا ہی　　رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی　　اس اخراج کا اور ہی مدعا ہی

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہی کدھر ہی　　یہ کیا ہو رہا دیکھ شام و سحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی　　تری قوم کی دیکھہ حالت تبرہی

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحب زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا　　دباغت یہ کب ہو گی تجھکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا　　چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سنا ہی　　کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے　　یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی　　صدا بھی نہین سنتی ہم مدعی کی

ابھی آجکل چارسو گفت گو ہے | کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
اکٹھے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہے | بھلا کیون نہو آخرش لکھنئو ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دے وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پر وہ بھی خارج | مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج | کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہر اک "ہر طرف" "ہر طرف" بک رہا ہے

بڑھی اسقدر رنجش نا اتفاقی | گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بُو تک رہی اب نہ باقی | نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

پھنسی قوم ہے ظلمت ما و من مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی۔ ایس۔ او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان میں سنہ ۱۸۴۸ء میں ڈھاکہ میں پیدا ہوے۔ اور اوائل عمر میں تعلیم بھی وہین پائی فارسی و اردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی[۱] اصفہانی مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی سے آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردون مین سے تھے۔ اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا۔ پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذو نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک خط مین فرماتے ہین "مجھے انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی۔ مین نے تفننًا چند روز انگریزی پڑھی تھی اور سہ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبداللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا"۔ سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج ظے کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے۔ دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی۔ ایس۔ او

---

[۱] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے۔

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ء مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لے اور آپ کلکتہ مین تشریف فرما ہین
اخبار بینی ومضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین
کہ جو "مسلم لٹریری سوسائٹی" کا پرچہ تہا مضمون لکہنے شروع کئے۔ یہ نہایت نو مشقی کا زمانہ
تہا رفتہ رفتہ اردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا۔ سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکہنا شروع
کیا اور ۱۸۸۳ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔
سفیر پور دعانہ۔ اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت بہی اودہ پنچ کی شہرت
کے ساتہ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۸۶ء مین بطور ناول کے
پنچ مین شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ وپیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تہے کہ جنہون نے
کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین۔ انگریزی زبان مین بہی
آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبہو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹہایا۔ آپ اخبار رئیس ورعیت مین
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکہا کرتے تہے کہ جو اکثر سرکار ورعایا دونوکی نگاہ مین
قابل قدر سمجہے گئے۔ غالباً پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تا دم آخر آپ نے حق دوستی نبہایا اور برابر کچہ نہ کچہ لکہتے رہے۔



نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

پورانی روشنی کا نامۂ پیام

لندن - رسل - اسکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ - تسلیم - اُس روز آپنے مجھے کانپور کی اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیئے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک مکلف اور آراستہ اور ہوادار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اِس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرلینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور ہشتادتی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کرسکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا دوربین بنے گا - آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی - اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین - کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اِس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین۔ بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل اور پر شوکت اور سایہ دار اور کامدار چوغہ ہین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۳۰ فٹ کا شالی کمربند بھی جڑ دیا اپنی پانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا بھر کیا تھا ادھر جہاز سے اُتر کر
ریل پر سوار ہوئے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑ گئی وہ ہمہ تن حجر بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی ہین گھسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بنا ڈالا اور ہین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہردم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب اور خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان وشوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل ہین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل ہین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتی ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتداے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کردی ہی ان وجوہ سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر ڈپلومیٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام و نشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کی مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس نقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذیہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ؎

کند ہمجنس باہمجنس پرواز   کبوتر باکبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئے مہینے دو مہینے کاہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم ورواج
اور طریق معاشرت وتمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیئے اکڑکر بیٹھ گیا
اور اپنے تئین کے آمدی وکے پیر شدی کا مصداق بنادیا۔ مگر نہین مجھی اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملاہی ایسا   شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذر ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔

یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ اسکی ترنگ مین انھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد وعورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذاللہ یہان عورتین گھوڑا دوڑاتی ہین

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دوکانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آبا د ہندوستان کی عورتون سے اگر یہان کی عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے تو اُنکو فوراً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی جارتپ آجاوے کہ جو مثل شاخ چنار انکو جلا دے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور یہان کے لوگون کا قول ہی کہ کھلے مکان ہین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے خیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی بارہ دریان نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے۔ مکانون ہین فن عمارت کے اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ کہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤتکیے فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز طلمات آلائی باقی ہی کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے پانی مکھن اور توس پھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آ بیٹھا - اور نہایت تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالون اور کیونکر اپنے حکیمانہ خیالات کی مطابق حفظ صحت کی قواعد کو نہ برتون دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلطنت کے فیل و ندان کی سیتل پاٹی بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہی۔ اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین۔ میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اُسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین بیوس کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو یہ حکم دیتے ہین تو وہ مسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ نئے بچے کے مثل بولتا ہو۔

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگون مین دو وجون سے نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جارہے ہونگے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہو گا کوئی وظیفہ مین مصروف ہو گا کوئی درود پڑھتا ہو گا کوئی سجدۂ شکرانہ بجالارہا ہو گا اور کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کی لوگون کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علیحدہ ہین مثل فوجی قانونی وزیری سفیری فرانسیسی اور جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کی اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی تفریح مین مصروف ہو جاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش شطرنج اور مینر کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اوڑاتے ہین کسی ہوٹل کے کسی کمرے مین دو چار یار تاش کہیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی طرف اٹلے کی میز پر کہٹا کہٹ انٹی دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہورہی ہے کہین کافی اوڑرہی ہو اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہو علاوہ اسکے وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤساخاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین خاص خاص دعوت کی جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچہ احباب ہین مسائل تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چہڑتی ہو اور بڑی گرمجوشی سی تبادلہ خیالات اور آرا ہوتا ہو اور ہر شخص روزانہ ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین رلے دینے اور گفتگو کرنیکے لیے تیار رہتا ہو اور اخبار ونسے اپنی تحویل و ماغ مین ہر قسم کے معلومات کا خزانہ پیشتر سے جمع کر رکھتا ہو۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ کی کوٹھی ہو وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون اور کلبون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ ؎

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئی تھے مینے بیان کیے اور شاید یہ بھی گمان ہوسکتا ہو کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہو اسلیے ہر قسم کے لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کی لئے بہتر تصور کرتے ہین یہان کی عام مکانات آرائش و آرامش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنے کہینچی ہو اسکو دیکھکر تو آپ پہڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کی وہ امیرزادی کہ جو شبانہ روز بوبارہ اور تین کا نے کہتے رہتی ہین انکی دل مین لندن کی سیر کا شوق بہر جائیگا مگر نہین

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانی اور چنڈو خانے اور
عیش خانون سی آسمان وزمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہمارے
ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو
ترجیح نہین دیگا- یہان کارخانہ بہت فوق البھڑک ہی روشنی اچھی ہا مان اُجلے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی- ان مکانون
مین سناٹیکا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کثافت ہی-
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہ ہی- اور خلاصہ یہ کہ گوشۂ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگونمین ملنے جلنے سے بی تکلفانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتی جاتے اور رہتی ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا- ہمارے چانڈو خانون
مین گو ظاہر اسامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشۂ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہی اور اُنکو کان ومعدن آسایش کہنا بجا ہی- ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازی اور اُسکے سوا دہوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لیئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان پر تکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹے گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو- اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کے لیے اُگالدان وہانکی
جانیوالونپر بیٹھنا حرام ہوگیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چینی کے لیئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چینٹی پر رات بھر خدمت کرین-
فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کہانیکے لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی تہذیب ناصحت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ
کسیکی ٹانگ اور کسیکا منہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر - ہر شخص کے لیے خوشبو کی
گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار - انکی آزادی یہ ولایت کی آزادی
نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سے یکایک دل کو دھو دھا کر
پاک کردیتی ہی - انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کی مصداق بنے ہوئے ہین - عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سڑک کے
چلنے والون نے نہین سنی - قانون کو ایسے ماننے اور جاننے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھول سے
ہاتھ نہین اوٹھایا - تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا
امورات تمدن کی ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی
راے مین نہین ہوا - اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا - تیپا بو کو زولو کا
بادشاہ جانتے ہین - مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین -
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا - قانع
اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دن رات بسر کی - مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کے خیال سے مہینون کپڑے نہین بدلتے ہین منتظم اور خوش معاملہ
اور با مروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پایا نا بے تکلف ہو جاتے ہین - تقدیر پر ایسا
تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا -
گوشہ نشین ایسی کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا - شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا
کرتے ہین - حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سے بازی لگا کر سوتے ہین -

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب
ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے
مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ
لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پھیر سے سارے مکان کی ہیئت
بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی
دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانے
اور تھیٹر ادر اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز
وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے
جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان اون کی جگہ آجاتا ہے۔
اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے
شیدا لوگ وہان اکثر گانا سُننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے
ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پروہ
آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اُس روز تو
شب مارے وحشت کی بندہ کو نیند نہین آئی - ہاے ہاے جسنے جندہ بھاگا شیرین جان
ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سُر مین
سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگی باجکی بھون بھون
اور گون گون کی صدا اور چند بے سُرے اور بے تالے اور بد آواز قوی ہیکل عورت
و مرد کا چلاّنا کیا خاک بھائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجیے کہ
جاڑون کی رات مین کسی پرانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند گیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مُہیب اور وحشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک
جاتی ہی اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوپر
سے کے باہر سے کھڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو یہی
خیال ہوگا کہ یہ جو کسی قبر گاہ مین مصروف جنگ و جدال ہین - دو آدمیونکا باہم ملکر
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علیحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندا دین یا ہمارے
جہان پناہ کو یہانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکی توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچے تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لین تہانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سے اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی - سفید سفید بدقطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی - ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے - سر کو جھکا کر پھرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین بھلوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ ادھر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو جھکایا اور بیسیون امیرزادے شہید ہو گئے -
بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی - بی گوہر نے پاینچون کو ہاتھ سے اُٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے -
بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی ننھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سی ہٹا دیا اور دو چار بابو کو لوٹلہ مین گلی سے لڑہک گئے۔ بی امانی جان نی محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی اور نوج کہکے لبون پر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نی بنارس مین کسی مہاجن بچے یار ئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اُنکے ذہن مین (نا یٹ) ہوگیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پریوشون کی چلبلی بانکپن سیماب مزاجی۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہماری ہی ملک کی نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پھر بھی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

اسکا خیال بھی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بھی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور اپنی کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا۔ اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اس خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ او دا اسفید سفوف رنگ کی چمکاؤ اور دمکانے کے لیے چہرہ پر لیے انہا ملا جاتا ہی اور زرکثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اِس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زرریز خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نرکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر بان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اِس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارہ مین غورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھئے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کی لوگونمین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ کے نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور اُنکے بالون کی سنورنی اور درست ہونیمین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے ہین کو پہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح وشام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی میم لوگ اِن مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سی چوڑا چہرہ گھما مرنقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہوسکتی ہی اور اِن قدرتی

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اُنکے چھپانے اور اون کو خوشنما کر کے دکھانے کی ترکیب ہی وہ کی جاتی ہو اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی کندنی اور سبز رنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصّہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجثہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلی تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

بائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاء اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیر ہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہی تمہارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہی اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہی کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھری مین باندھکر اُن کے سپرد کردیا جاے تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریپ کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب روان کی کرتی تنک اُن کے بدن کو کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کوکسی بکس مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے مہینون قیفہ اور شانہ پر مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخصار پر خون جم جاتا ہے۔ اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دم چڑھ آتا ہی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے) بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنا یا جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا بیچدار فانوس یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کر دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ کامیاب نہوئے اور خود فیشن گو بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

مولنا آزاد کی پرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی۔ اپنے بچوّن کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار۔ انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہوائے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم۔ عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب اور ہمیشہ لبریز چشمۂ کرم عصمت کے سراپا عزت و حمیت گلستان کی ہزار داستان بلبل سچّی قناعت۔ اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادہ گلرنگ کے مینا کی قلقل۔ خالص اور بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ۔ بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت وچارہ سازی۔ بالطبع عزیزون کے لئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہوائے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دارومدار ہی۔ وہ سرسبز اور بارور شجر جو اپنے سایۂ عنایت و محبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی۔ وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر و قناعت جسکی آبدار تلوار ہی۔ وہ منتظم جزرسی پیشبینی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی۔ زندگی کے ہر طوفان بلا نشان اور

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی۔ اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی دچارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صاف
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی۔ اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پرواہانہ قطع نظر کرکے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدّی لڑکون کی پراثر اور پرشور و شر آواز کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی۔ وہ انسان
اولاد کی تمنّا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی۔ بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی۔ وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبّت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی۔ وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہتے ہین
وہ عمّان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین۔ شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ۔ اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو۔ اور حُسن افزا غازہ۔ وہ نیک کاربندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت۔ وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلّی عادت۔ شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل۔ جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل۔ ایک عالم کی مصیبت پر رونے کو فطرتی
طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی۔ وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے
قربان اور نثار ہی۔ ہزار دن شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی۔
وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے
ایک قسم کی ہلکی پرہیزی۔ ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری
مین انسداد دزدی کی منادی۔ غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور
زبان پزیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام
بناتی ہی۔ دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک
پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی۔ بدنفس و بدعقل ساس نندون کی
بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی۔ اپنے میکے والونکی
خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی۔ محل مین بمحل حمل کے حمل
کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے
کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون
کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی۔ میان کی بدمزاجیون
کے کاکل پر پیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ۔ روان خانہ جان خانہ
اہل خانہ۔ وہ قیدی نواز جبار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی
کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی۔ وہ مجنون پرور لیلی جسکے پاگل خانہ کا
دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف
جہاد ہی۔ وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مر کر نکلنے پر ناز وہ نازنین

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسّم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے کی انّاہی۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی۔ سوت کے خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت بآب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسّی برس کی عمر تک ہشّاش بشّاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔ ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی۔ مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے نکلتے بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پاؤن زمین مین دو دو گز گڑتے ہین گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح پھڑکتی ہے۔ غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے نوگرفتار جنگلی دیار گھوڑی کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

ﻪ بہت خوب اڈیٹر

پھنسانا نہین آتا۔ اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خداداد صفتون کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین آتا۔ باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی سنو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار۔ شوہر کے وِلی وِلایتی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور بے انتہا اصرار۔ وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش عارت اور سخاوت کا تکیہ ہی۔ وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک در چاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی۔ وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی لیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی۔ وہ نازک اندام سوم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبت وعنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹے کے گڑتی ہی۔ وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی طور سے پُرنور ہونے دینا محض بے سود جانا۔ وہ آبدار اور آبرودار گوہر شرافت وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سلک ازدواجی مین بہزار تمنا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا۔

چودہوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

معنے	لفظ
دلکش۔ دلربا۔ اور دلفریب جڑی۔ میان سے سن مین دس ۱۲ بیس برس بڑی۔ حلقۂ اغیار مین اکثر وقت جلوہ گری۔ لباس انسانی مین بے پر کی پری۔ وہ جادو جو سر چڑھکر بولے۔ وہ زندہ ترازو جو اپنے پر فسون آنکھونکے پلّون مین ہر انسان کو تولے۔ غنچۂ دلِ حباب کی کھلانے کی ہوائے بہار۔ ایک انار ۱۰۰ . . . . . عمدہ اور مہذب خانگی شکارگاہ۔ نزاکت۔ دل فریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ۔ مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار۔ گل سشبو۔ سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو۔ میان کی نہایت معتمد مشیر۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر۔ ہمدردی کی کان۔ محبت کی جان۔ میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلانشان۔ ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا۔ ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا۔ میان کی سرتاج۔ ایک پنتھ اور ہزار کاج۔ ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر۔ میان کی افزایش عزو مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر۔ شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو۔ بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو۔ خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس۔ وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دل ربا جاسوس۔ وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف	مہذب بی بی

اور تُند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت۔ کنبے کی رعایت۔ مذہبی حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا دے۔ وہ خوردش۔ تجربہ کار۔ روشن دماغ اور اداشناس دایہ جو بڑے بڑے قابل۔ ہمہ دان۔ آزاد۔ اور وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دوچار تسکین بارتھپکیون سے مثل شیرخوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے۔ وہ مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جسکی ہر حرکت دلاویز ہے۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے بڑھکر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہے۔ مرض بد اقبالی اور ناقابلیت کی صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین۔ پانی نہین۔ ہوا نہین۔ وہ تریاق جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود۔ اور ظلم انگیز حکمت عملی کے فسیون خیز۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کردے۔ وہ آفت کار پرکار۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُر حکمت اور سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کردے۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر سینہ کا صحت بخش اور رسائہ نواز گلدستہ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ دل ہاون عقل کا کافوری دستہ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُر خلش خار۔ اور باعث ادبار میانکو ربل

کی ریل پیل مین توشۂ عفت ومحبت در آغوش بوسہ - مہذب محفل رقص وسرود مین
اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب
پرتگالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے
مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرستش ہوا کی
مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شرر ہزار اخگر در جگر - ایک
آتش کا پرکالہ - بازار دنیا مین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے
میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر انکو ہزار بار بنانے والی -
اما جان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی ناز برداری -
یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار
اطاعت وفرمان برداری مین سر بسجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ
بہار گلستان - اور ہمیشہ سر سبز بار آور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی -
مسلک تہذیب کا بادی - اقلیم شائستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بھائیون کو
عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمند عقل وہوش کی جوانی کے لیئے مزہ دار
مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست - اتالیق
معلم - اور جانان شتر بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے
مصیبت انگیز اور دائمی دلیل خوش رنگ اور صحیح القویٰ لڑکون کے ڈھلنے کی
مہذب اور خوشنما مشین مصنوعی آرائشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم
ارژنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج چھیلون
کے پھنسانے کا پرتکلف جال -

نایکا جی کے امید وبیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے لنڈے
اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پر پرواز۔ بڑی بی کے
اڑگرسے کی خوبصورت بریا پوتی کی جوڑی۔ بازاری اکا۔ گزاری کی کشتی
کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہائے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے
وہ خودغرض دوست سلام جس کا ہزارون طرحکی ذلت ورسوائی کا پیام ہے
وہ چنچل جس کے کوتل مین شیطان کی خالا ہے۔ وہ سیاہی جس کا سب سے کارگر
اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہے۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بےحیائی کا
پیالہ اپنے پُربلا حلقے کے رندون کو پلائے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ
دلون کو صورت پروانہ جلائے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھری عشاق کے
دلون کی کمزور گردنون پر پل کے پل مین پھر جاتی ہے۔ وہ بیوفابے مروت
اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھہ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین
پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہانون کی ذلت
اور رسوائی کو طشت ازبام کرکے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان
کے پُراثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کرکے بے لاگ دل کے اندر
اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ
تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی
عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کے سونے کی قیمت کو کورباطن نوجوانون
کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی
سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے مین بڑی بی کی امید اساس

لاٹھی۔ فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا سم آلود ہی۔ وہ عزت و حمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ اخبار ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال سراسر جنون ہی۔ نائکاجی کا دل ربا آلہ جفاکاری مشعل عفت سوز حرامکاری حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے لیے اُن سکے اصول سے حلوان۔ نائکاجی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گُھستی اور نکلتی ہے وہ شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی کبھی ڈرتی۔ کبھی ہلتی۔ کبھی چلکتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون سکے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔ روسیاہی کا ہوش ربا طپانچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ ۔۔۔۔ پرست نوجوان کی ٹھیل گاری۔ نائکاجی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔ وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی باد بربادی سے اور زیادہ سُلگتے دیکھا۔ کچے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ۔ واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا سیّارہ۔ جفاکیش عیارہ۔ اور صحت سوز خام پارہ۔ شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا میانہ

اُن کے ذہن خیال کا پُراثر تازیانہ۔ نائکاجی کی شکارگاہ کا چیتا۔ تماش بینون کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ فرمُ ساق پروری مین طاق۔ ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خودغرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زابندہ کسے د.. کبسی۔ فرمساؤنکی دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نائکا — تماش بینون کے کمزور رشتۂ جان کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک آرام واقبال و کامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی دل شکنی اور ایذا رسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار۔ حُسن پرست نوخیزون کے دیدۂ امید و تمنا مین کھٹکنے والا نوک دار۔ شیطان کی خاص سواری کا شوریشت کٹر اڑیل ارجل اور بدذات رہوار۔ دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چڑھ کر پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوا دار۔ احسان فراموشی عہدشکنی مکاری اور دغابازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ و تار دھوان دہار اور اد ہار بخار۔ رند مشربون کے اقالیم قلوب کا تحس نحس اور برباد کرنیوالا آزار۔ حکمت کا وہ زندہ پور ٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خود غرض اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمگون سے طرفۃ العین مین سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے آتشکدۂ آزر کی آگ کی زبان کا منہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر بیٹھنے کے قبل تمنا و تبرگا اوسیکا بدنام اور نافرجام نام بوم لیتا ہے۔

وہ نادرنادر جسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیرزادون کے دل کا
خون ہی۔ وہ اژدر مردم در جسکے بلانوش پُروسعت اور عمیق غار آتش بار شکم کے
دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور جو قبر تک مین انسان
کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش
بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی
گولی کبھی جگر کے اِدھر اُڈھر نہین۔ وہ اصفہانی تیغ مہتم جسکی ضرب بجز دل کے
اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی
گرم و سرد آزمائی سے پیسیون بقراط کو شیشے مین اتارا ہی۔ وہ سور پھنکیت
جس نے بڑے بڑے کامل پھنکیت اور بیٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کرکے بے پانی
کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم دبا جسکے بھگانے کی کوئی مؤثر دعا نہین
وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے
نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم
پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل اور خصلت کے خویشتن
فراموش دل فروشون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نازہ آفرین کل جس مین رنڈیان
بھی تر شتی اور ڈہلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان
اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو
نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامۂ دہر
جو . . . . میم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

ا؎ ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہی۔ ۱۲

اور پیارے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت بتائے۔ دنیا کے
گنجینۂ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر وجواہر
لوٹنے کی عمدہ تراز ڈھولی اور اپنی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملاہی
وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرش سے جوان مردون اور آکاؤن کا کلیجا شل
ہید کے ہلاہی۔ وہ پیرنابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹتی
نہین۔ وہ بدچلن چنچل کہن سال اور بدخصال ... جس سے معلم الملکوت ایسے
تیز تجربہ کار اداشناس دم باز اور زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کو گرم کرنیکا کول۔ سخرفا کے افسانہ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینے کا بڑا ڈھول عاشقون کے داغ دار دل کے
لوس کرنے کا فرائے پان۔ گلستان فسق وفجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان۔ بادیۂ
عشرت کا برا ناغول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے پال اوڑانے اور لگانے کا مضبوط
مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی تیوار۔ بازار حسن وعشق کا مشہور
دغاباز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دہوان
ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پرشور موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ
وفریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دواؤن کی قرابا دین۔ ہیسواپنے کی انبساط کا فرزانہ فرزین (یا امیر زادون
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

گرداب بلا ہی - وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے - وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہین - وہ بم کا گولا جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین - وہ رہزن جسکی کسی نیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین - وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین - بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرمامیٹر[1] جس مین خطا نہین مریض درد والم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین وہ مغ جس کے خُم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا - وہ سمندر جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا - وہ عاشق گر جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون فرہاد بنائے - وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کروڑون بتخانۂ بیداد بنائے - وہ بوم جسکا ویرانہ اسیرون کا کاشانہ ہی - وہ لالچی مرغ زر وجواہر جسکا دانہ ہی - عاشقون کے پہلو کا ایذارسان پھوڑا - شوریشت عیاشونکی ادب آموزی کا کوڑا - وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہرنا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے غوطہ کہایا ہی - وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا پایا ہی - وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے - وہ کھرل جس مین عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے - وہ جونک جو دولتمندون کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین - وہ فساد کی شیشی جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین - وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دواخانہ ۱۲

کشش اور کوشش سے دور دور سے روز تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ بڑی بیر بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے بڑھا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پر نور لمپ قرم ساقون کے لشکر نحوست پیکر کا محفوظ کمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُٹھانیکا کفگیر۔ مجسم ریاست شکنی و تعلقہ لاخراج جاگیر۔ تماش بینون کے سیاہ نامہ اعمال کا شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ۔ عیاشون کے بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال۔ ولدادون کی جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ۔۔۔۔ گرو گھنٹال تماش بینون کی سزائے اعمال۔ خوانِ حُسن کا سرپوش۔ جو نما گندم فروش۔ ایک سیم شحیم لالچی تند خو۔ غضبناک۔ بیباک بے رحم اور بے مروت دلالہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا

مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر۔ باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیجا بانہ سیماب وشی سے ہمسایوں کی

عورتوں کی نظر میں ایک پربلا شعلہ بجوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب چیزوں کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ۔ بابالوگوں کے جھولنے اور سونے کا محفوظ اور مضبوط چرمی گہوارہ۔ برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی اداسے ہر ہر قدم پر دم بدم سایے کو بھڑکانے والی۔ غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کی خانساماؤں خدمتگاروں اور مشعلچیوں کی آتش شوق کو بھڑکانے والی۔ مصیبت نے وہ عہدہ داروں کے اکثر بُرے وقتوں میں کام آنیوالی ہندوستانی رؤسا امرا اور عمّالوں سے ہر ہر پرب اور تیوہار میں معمولی طور سے انعام پانے والی۔ وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزوں کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری ہے۔ وہ عقرب جس کا نیش ہزاروں سنگینوں کی چوٹوں پر بھاری ہو۔ وہ سامری جسکے ایک منتر سے ہزاروں آفت اور لاکھوں بلا ٹلتی ہو۔ وہ انسان جس کے سایے سے پری تک جلتی ہے۔ رئیسوں کے خاص کمروں میں نسیم سحری کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہو۔ جسکی ادنی سی بے اعتنائی اور آزردگی بڑے بڑے لوگوں کے لیے سبب شامت ہو۔ اپنی اوباش ناجنس خواجہ تاشوں پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کر کے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے بغلگیر اور ہمچشموں کی ذلت بار اور جگر فگار چشمکوں کے اثر افشان تازیانوں کی پے در پے چوٹوں سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر۔ اپنی رسائی کو دوسرے کی نظر میں تیز کر کے دکھانے کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے مختلف کمروں سے نہایت اپٹ ہوم ہو کر ایک ظاہری ڈیپردگی کی اداسی

بار بار آنے جانے والی۔ ہر قدم پر ہزار طرح کی نوایجاد اٹھکھیلیون سے جم جم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی۔ ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طراز میم صاحبہ کے منہ لگ کر دوسرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان درازی
ینو کی اکلائی۔ یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبایش وقت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزایش کی پالایش سے مسن
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے پھپھی۔ خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ ٹھاٹھ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار۔ مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکھانے والی۔ یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کر کے ہندوستان کے
خس وسفال پوش مکانات مین پر جوش ادا سے لانے والی۔ صاحبان
عالی شان کی ترقی۔ رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کی واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ ستنزادہی۔ وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنیٰ اور جملہ قسم کی جواب دہیون سے آزاد ہی۔ یوروپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون کے مطلع پر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر لٹکتی ہی۔ ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لنگے کو ٹانگون سے ادبجھا او لجھا کر بار بار جھٹکتی

اور جھٹکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی - ہنٹو اور انگریزی بڑے
خصائل کی ایک سچی تصویر دورنگی اپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات
پات کھو کھا کر کمانے والی - گھر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پھر لوٹکر
گھر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے اعتنائی
کی سیلی سے غصے اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گھر سے نکل جانے والی
اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلآزاری کی تاب نہ لا کر حکام عالی شان کی
کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے -
مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بھی دستگیر ہے کوٹھی سے روزنا در
معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لا کر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی
کھلبلی مچانے والی - اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچھ
واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی
ادا سے اپنا رعب جمانے پر جیسنے او دبار کمایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور
نینی تال کی صحت مالا مال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہے اکثر نازک
اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارون کا ٹیکٹ
لیجا کر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص
حسن خدمت کے صلے مین بہت کچھ واجبی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور
خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدھی - اکثر چالاک اور شریر -
مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دولاری - بابا لوگون کی
ٹمٹم گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی بابون کو

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم
دینے والی میمون کی خصلت کی اثر ریزی کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت
میمون سرشت مین بے تکلف و تکلیف قبول کر لینے والی۔ بیسیون ننگ
مٹکاف۔ الیٹ اور ٹیلر کو ہوا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سے ڈراتی ہی
اکثر ادن کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند
تان بہی اوڑاتی ہے۔ لفٹننٹ گورنر ہونے والے سفرلی پودھون کو اپنے کنار
عاطفت کی کیاری مین برسون سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات سے
سینچ کر بدلنے والی۔ لڑکین کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور
پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبہالنے والی۔ وہ
ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہی۔ ایک دریس کے
لہنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی۔ آیا آیا کی جان نواز
آواز انگلو انڈین کے بچون کے بجانے کا سب سے پراثر ہندوستانی باجا ہے۔
ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک
ہندوستانی راجا ہے۔ وہ ہندوستانی فیمیل اتالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی
مین ہوتی ہی۔ وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز
خیالات کو صاف کر کے ولایتی صابون سے دہوتی ہی۔ پیرانی کی کرامت کی
خوشبو میم صاحبون کے شانے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی۔ ولایتی
عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر انکے اعتماد اور اعتقاد کی
کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیالات لا کر بیٹھانے والی

نذر ونیاز کے مدد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی ہے۔
ڈاگ کارٹ کے دوہرا رہے لینڈو[۱] کے مخملی گدّے پر نہایت شان و شوکت سے دم سیر بیٹھکر جذب حرارتِ تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس سیلون مین میم صاحبہ سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانے پر مسکرا مسکرا کر اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑہی بجرہ ہے مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک تبحر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایے کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نشے کا ایک مزہ دار سرور رہے۔
گھر سے نکل کر مگبر کر تننے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور سے تننے والی۔ پنشن لیکر ذات مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین ویکرا کثر حصہ پانی گھلواتی ہی۔ تا دم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کہاتی ہے اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

---

[۱] ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاڑی ۱۲

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز اور پھکیت محرر کی تجربہ کار اور پرکار در کنار الماسی نوک قلم کے کھوچے نچون سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین معین ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیچابانہ ہماری برش خیال کی پوری زد پر آنکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکہانے والی۔

یورپین کنسرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ و جدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح الذہب اور معصوم حکمت عملی کے نیچے کے جھولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی عداوت۔ اور پر شوکت دہمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کمزور کے دبانے کا ہتیار۔ باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل کی بلند سوج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے شروط یاد دلانے کی تاکید۔ ماتحتی نگروہ کے واسطے نفرت اثر نوید سلاطین یورپ کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن مجبور بیچارون کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل کرنے کی کہرل۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو کمزور بنانے کی

ولایتی کل - کم زور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ - ثار وا اصرار دلشکن دباؤ نا جائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہاکنے کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کے لیے ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پرانے مریض کے لیے نیا تبا پرسکرپشن[سلہ] سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک پنتھ ہزار کاج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی)

مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کی قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹر - وہ بالی جہان کا اصیل اور ٹینی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ پکانے والے کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی کشتی کا مہذب اکہاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدون کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین - انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

سلہ نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔ غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔ قومی دولت
قومی عزت۔ قومی قوت۔ قومی لیاقت۔ قومی فصاحت اور قومی شوکت
کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڑ پایا۔ خشک تحسین۔ خشک سلام۔
خشک احسان۔ وہ پائی[۱] جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش
کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔ وہ انعام جو سال بہر تک
دل و دماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔ وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری
کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔ وہ پُر معنی لفظ جسنے حاتم دلون کی سخاوت
کی داد دی ہی۔ وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و
دماغ کی خبر لی ہی۔ وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا
خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے۔
خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔ وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ
بغیر کمخواب و زربفت کے درست نہین ہوتا وہ پر تاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان
سے نکلتے ہوئے ٹالدے۔ وہ تسخیر با تاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنائے
وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آپ مصفا سے
ربڑ کے تکیے کی طرح پھلا دے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا فغانی کو ایک
آن مین ہنسا دے۔

[۱] ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوش کی صورت کا ۱۲

پولیسی (حکمت علی)	خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھپکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمینٹ کے آپس کا نازونیاز۔ کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو سہالنے سے بیان کرنا اپنے منھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوے گھر سے تاپنا۔
آنر (عزت)	مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقار خانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگونکا دماغ معطر رہتا ہے۔
انٹرسٹ (حقوق)	وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتّے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوے ہین۔



مه نور می فشاند و سگ بانگ می زند

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی
جس مین صفات ذیل ہون۔

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہو اُسکے
خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعہ اسناد یا شہادت
چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اُسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون
مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقۃ اور صحیح المزاج غیر خاندان
کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سے منتقل
کیا گیا تھا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا
ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس۴۰ اور پچاس۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔
قوی درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ
وزن قریب تین مَن کے (جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے
ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم
غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما
آنکھین بہت خوشگوار ہون گی صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوای مرض موت
کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو
کسی قدر معمولی دوائین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کر متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش
یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر
چل پھر سکے۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ
مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو۔ ناچنے مین اگر کمال نہو تو
اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی مہذب
اور فرحت بخش بالی مین بخوبی تھکا دے۔ گھس پیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر
اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پزیر ہونے
کے لیے تیار ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ
بات ہی۔ اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی۔ وہ یا اُس کے قرابت مند
زور و شور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسبنامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم
شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھہ ملا دینا میرا ذمہ۔ اس کا تردد ہرگز نہ کرین
خوش خوراک۔ خوش گپ (خوش ادا۔ اور خوش مزاج ہو) خوش خوراکی سے
ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اوّل مرتبہ دو تین سیر گوشت
دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے
ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ
کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو۔ نئی روشنی کی
پھلجھڑی۔ تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی۔ خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو۔
گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی
آب و ہوا کی سختی کو برداشت کر سکے۔ قانون کے مطابق شادی ہو گی۔ اور رجسٹر

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا
صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین
مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ
انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین
ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا)
کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل
و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دھوئی جاسکتی ہی؟
یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو
پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا
کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ
درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین
اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے
اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمائشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو
نمائشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔
بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت
اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکونکے جننے کے شوق سے
اوسکا دل و دماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے
مشتہر اپنے مختصر حال سے بہی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا
موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تفصیلی حالات سے بھی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی- فی الحال بفضل نیچر مین
ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر
آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع
صاف نظر آتا ہی- کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا
دور دورہ ہی اور میرا لگا ہی گویا ایک طرح اگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے
مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بھی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا
ڈیوک بن جاؤنگا اور پھر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے
شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا- بھلا میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی
بیم صاحبہ کے نبھانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے
کے لیے کم نہین ہی-



منشی جوالا پرشاد برقؔ مرحوم

منشی جوالا پرشاد صاحب برق

منشی جوالا پرشاد صاحب برق ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۲ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۷۹ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۷۹ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۲ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۳ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فخراے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۸ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضۂ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم با مسمی برق تھے۔ اردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالب العلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجر منشی احمد علی شوق سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے اپنی ابتدا سے اودھ پنچ کو پودے کو سینچا

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجوں مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ مین اکثر شائع ہوئین۔ مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولیٹ کا ترجمہ ہی انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہی کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہی۔ بنگالی دُلہن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ ہین جنکی تصویر اُردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شکسپیر کے تین یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہی اور اگر زندگی وفا کرتی تو اونکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتے مگر سنہ ۱۹۰۹ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور سنہ ۱۹۱۰ء مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستون مین تھے۔ اودھ پنچ مین دونوں کے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہی جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہی کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہی۔ زمانہ کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑکر فی زمانناکس ڈھرے پر آرہا ہی۔

مقفی اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیاری اچھوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم　　کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جر اثقال ور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پہر کس برتے پرتتا پانی - لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون کہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہ بہی مبذول ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادے مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی - مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سواے آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے اودہ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائدار ہی کے ساتھہ چڑہایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی و مغربی خیالات باوجود اپنے ذاتی تباین کے نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتے ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی — کس ناز سے ہے بہار آتی

کم سن۔ الھڑ۔ حسین۔ انیلی — چوتھی کی دولھن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن — اوٹھتی کونپل اوبھار کے دن

گہنا پھولون کا زیب تن کر — دھانی جوڑا اپنا پہن کر

گھونگٹ اک ناز سے نکالے — سہرا پھولون کا منہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن مین آئی — اک سبز پری وطن مین آئی

اوتری گلشن مین جب سواری — سورج نے آرتی اوتاری

گل نے زر گل کیا نچھاور — صدقے ہوئی عندلیب اوڑ کر

شبنم بھر لائی کورے کورے — شربت سے گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا — کرنون نے مورچھل ہلایا

نہرین ہر پھر کے لائین پانی — سبزے نے بچھایا فرش دھانی

خوشیان اشجار نے منائین — سیوؤن کی ڈالیان لگائین

غنچون نے چٹک کے لین بلائین — بلبل نے چہک کی دین دعائین

مرغان چمن نے گیت گائے — ہر رنگ کے زمزمے سنائے

چڑیون نے گا کے دل لبھایا — مورون نے ناچ کر رجھایا

بدلی پھولون نے اپنی وردی — اودی۔ زنگاری۔ لاجوردی

بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی — کوئل نے یہ پھیر دی منادی

معشوق گلعذار آئی — آئی آئی بہار آئی

سن گن جو ہین فصل گل کی پائی — سردی گہبرائی سٹ پٹائی

گردش سے دنون کے بی خطر تہی — مطلق نہ بسنت کی خبر تہی

معزولی کی اپنی پاتے ہی چہاؤن — اودہر کو کسک چلی دبے پاؤن

رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تہا — گہر سٹ گیا جو بنا ہوا تہا

بیچاری کی کوکہا اوجڑ گئی ہے — پالے پر اوس پڑ گئی ہے

کہرے پہ گہٹا ہے غم کی چہائی — چہرے پہ ہے چہوٹتی ہوائی

پہوٹی قسمت پہ روتی ہے برف — ہستی گہل گہل کے کہوتی ہے برف

رنگت ارض و سما کی بدلی — صورت سیرت ہوا کی بدلی

اطراف جہان ہین مچ گئی عید — پہونچا خط استوا پہ خورشید

چرخ چارم پہ ہے نمایان — فیاض زمان مسیح دوران

چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے — ہے نشو و نما اوسی کے دم سے

پنچہ کو شعاعین پالتی ہین — ہر چیز ہین جان ڈالتی ہین

کرنون نے گرہی جڑون ہین گہس کر — پیدا کیے یہ نمو کے جوہر

شاخون ہین جڑون سے چڑہ کے پہونچین — دوڑین پتون ہین بڑہ کے پہونچین

سجنے لگین باغ و بوستان کو — رنگنے لگین تختہ جہان کو

فیروزی - صندلی - گلابی — خاکی - عنابی - سرخ - آبی

لاکہی - نارنجی - ارغوانی — طوسی - خشخاشی - آسمانی

کافوری - کاکریزی - لاہی — بادامی - سیاہ - زرد - کاہی

عباسی - پیازی - زعفرانی — ماشی - زنگاری - سبز - دہانی

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن
ہر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن

سایہ بھی ہے او سین روشنی بھی
گرمی سے ملی جلی ہے سردی

سبزے کا او بہار کیون نہ بھائے
ہر فصل بہار کیون نہ بھائے

او آنکھون کو نور دینے والے
او دل کو سرور دینے والے

کہسارون پہ توہی ڈہ ڈہایا
گلزارون مین توہی لہلہایا

ساری خلقت ہری ہی تجھ سے
ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے

اللہ ری نمو کی کارسازی
بخشی گلشن کو روح تازی

بادِ سحری چلی جو سن سن
اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن

سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا
ننھی کلیان ہوئین ہویدا

چھیڑا جو صبا نے کسمسائین
کچھ کچھ دبے ہونٹون مُسکرائین

پھر گل پہ نسیم نے کھلایا
بڑھکر پہلو مین گُدگُدایا

سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین
پھولے نہ وہ جامے مین سمائین

باچھین گئین کھل خوشی کے مارے
دم پھول گیا ہنسی کے مارے

خوشبو دُرجِ دہن سے نکلی
اترائی ہوئی چمن سے نکلی

کچھ ایسی دماغ مین سمائی
شاخ گل کو ہوا بتائی

اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے
چُھلین کرتی ہوئی ہوا سے

گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے
جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے

ہر موج نسیم تھی معنبر
خوشبو سے جہان ہوا معطر

پیارا پیارا سمان جو دیکھا
خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے
بوڑھے بالے جوان نکلے

تارون کی چھاؤن منہ اندھیرے
کھیتون مین پہونچ گئے سویرے

گوڑی جوتی زمین کمائی
نیچے کی زمین اوپر آئی

بوجوت کے بیڑیان لگائین
کچھ لوگون نے چرخیان لگائین

پُر سے پانی کسی نے کھینچا
بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا

برہا کوئی سنبھالتا ہے
نالی کوئی نکالتا ہے

مل مل کے دہاتنین ہین گاتی
کھُرپی لیے کھیت مین نراتی

کھیتی پہ نثار ہونے والے
وہ جوتنے والے بونے والے

فارغ ہوئے آج جوت بوکر
پلٹے گھر ہاتھ پاؤن دھوکر

پانی کھیتون مین بھر چکے وہ
جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ

اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد
اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد

آفت سے اوسے خدا بچائے
اُمید پہ پانی پھر نہ جائے

بیچین ہین سخت ہے تردد
ہر دم کمبخت ہے تردد

دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد
کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد

دل مین ہین یہ وسوسے سمائے
گروی گیہون مین لگ نہ جائے

پتّھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد
پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد

پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے
گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے

پیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین
ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین

چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے
دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے — کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے
دل ٹوٹ گیا پھٹے جو بادل — جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل
پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد — سرسون نہ جمی تو منہ ہوا زرد
خورشید حمل سے ہو ہویدا — نیچر مین کر امتزاج پیدا
برہم نہ مزاج آب و گِل ہو — حدّت کرنون کی معتدل ہو
بادل برسا دے ابر نیسان — دانے موتی سے رولی دہقان
شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین — موتی سے پرو دے بالیون مین
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین — اودی اودی گھٹائین چھائین
گھبرا نہ کسان ہے خدا ساتھ — اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ
دنیا کا رفیق تو ہے دہقان — عالم کا شفیق تو ہے دہقان
مُفلس۔ قلّاش۔ بھوکے محتاج — زردار۔ امیر۔ صاحب تاج
سب کا تو نے ہے پیٹ پالا — تیرا ہو جہان مین بول بالا
تیری فیاضیان ہین مشہور — کیونکر نہ ہو تجھپر ہند مغرور
یارب برسا دے ابر رحمت — لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت
نیت مین ہو پھل جناب باری — محنت ہو سوپھل جناب باری
ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا — شاخین پھولین پھلین خدایا
ہان جوشش نمو بڑھے الٰہی — یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی
پودے جو نہال ہون تو نجائے — دہقان خوش حال ہون تو نجائے
اے ابر کتون بہ ہوش درآ — اے رحمت حق بہ جوش درآ
گاڑھی ہے کسان کی کمائی — باشد کہ بروکرم نمائی

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا — آہون سے فلک کا دل پسیجا
نکلا تیزی سے مہر انور — حدّت سے بھڑک اوٹھا سمندر
کرنون کی ادھر بڑھی شرارت — پانی کی ادھر بڑھی حرارت
قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ — منہ پر غصے سے آگیا جھاگ
اک جوش مین آیا بحر ذخّار — دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار
چھایا بڑھکر فلک پہ مارا — چھانٹا دل کا بخار سارا
خورشید کو بادلون نے گھیرا — عالم مین چھا گیا اندھیرا
کرنون سے ہوا لطیف ہوکر — چلنے لگی بن کے باد صرصر
بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے — باتین کرتے ہوا سے بھاگے
میدانون مین بڑھکے آگئے وہ — کہسارون پہ چڑھکے چھا گئے وہ
ٹکرائے پہاڑ سے کہین پر — جھالا کے برس پڑے وہین پر
اونچی نیچی پہاڑیون پر — دہارین گرتی ہین لڑکھڑا کر
چشمے کہین زور کر رہے ہین — نالے کہین شور کر رہے ہین
نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین — لہرین موجین اوڑا رہی ہین
سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ — پھولون سے بھرا ہے دامن کوہ
تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی — گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی
سبزے کا پہاڑ پہ یہ انداز — جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز
گھاٹی پھولون سے رشک گلزار — ڈالی پہ درخت سلسلہ دار
معشوقۂ سبزہ رنگ ہے گھاس — ہر پھول مین ہے وطن کی بو باس
بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر — بندھن واری بندھی ہے در پر

چرتے ہین ہرن پرے جمائے — پھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے

مستی مین کلیلین کر رہے ہین — میدان مین طرارے بھر رہے ہین

کھوہون مین چھپے ہوئے ہین زہاد — دنیا بھولی ہوئی خدا یاد

چپ بیٹھے ہین دھونیان رمائے — اللہ سے اپنے لو لگائے

جل پیتے ہین کھاکے جنگلی پھل — جنگل مین منارہے ہین منگل

پھل پھول پہ کرتے ہین قناعت — تنہائی مین کرتے ہین عبادت

صانع کی دیکھتے ہین صنعت — اللہ کی دیکھتے ہین قدرت

ہر شئے سے عیان ہی نور اوسکا — ہر رنگ مین ہے ظہور اوسکا

افلاک وزمین۔نجوم وحیوان — دہات اور نبات جن و انسان

جھیلین۔دریا۔پہاڑ۔چشمے — اوسکی قدرت کے ہین کرشمے

مرغان چمن سرون ہین گاؤ — توحید کے زمزمے سناؤ

ٹھہرو پھر پھر کے ہو عبادت — جھڑ تو گرگر کے ہو عبادت

سر سجدے کو خم کرا دھر تو — جھک جا او شاخ بارور تو

مرغان چمن چہک اوٹھو تم — گلہائے چمن مہک اوٹھو تم

بلبل کی زبان پہ قال آئے — پتی پتی کو حال آئے

قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے — دیکھین آنکھون سے آنکھون والے

تازہ کیا جسم وجان کو اوسنے — سرسبز کیا جہان کو اوسنے

ہے رشک جنان ہر ایک گلشن — ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن

رک رک کے نسیم چل رہی ہے — سبزے پہ ہوا مچل رہی ہے

گیہون کے کھیت دھانی دھانی — تختے سرسون کے زعفرانی

ایسی کھیتون مین کچھ تو اودی
ٹیسو سے ہے لال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین
کوئل کوکی تو آئے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان ہین جادو
مستانی ادا نشیلی آنکھین
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون
جو ہے وہی کھیلتی ہی ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین
کھل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور
وان دشت و چمن ہری ہوئے ہین

کچھ سرمئی اور کچھ کبودی
منہ پر ہے ملے گلال جنگل
شاخین آمون کی بور لائین
سر پر گلشن کے چھاے بادل
نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
نظرون مین فسون بیانین جادو
تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
شوخی۔ طراری۔ چلبلا پن
اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
منہ پھیر کے جارہی ہے کوئی
جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
دکھلا کے کسیکو کچھ نشانی
کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
مل مل کے بسنت گا رہی ہین
ہے برق کا سوز دل بدستور
یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان   طوقِ زرین ہمہ در گردنِ خرمے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر و سے اوجھل ہوگیا۔ یکایک بلائے آسمانی پھٹ پڑی۔ ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی۔

پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہوگیا۔ اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکے والدین نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا۔ بچپن مین کیسی کیسی داشت کی۔ رات کو رات دن کو دن نہ سمجھا۔ مگر دشمنون کی نظر کھا گئی۔ سوتیلی مان کے پالے پڑا۔ ماباپ ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہوگیا۔

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی ہوگی ہین   آرزوئین ہوئین سب قتل بڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہوا کیسی کچھ دل پر چوٹ لگی۔ رپن کا زمانہ۔ ہم تو خوشیان مناتے بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو بالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا۔ مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو بھور ہوگیا۔ ان انیگلوانڈین سے خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا۔ کمبخت دو کنکار ڈٹ،، نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون نے ملکہ معظمہ کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے۔ پیارے رپن کو مجبور کیا۔ وہ بھی بُرے پھنسے۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے نقار خانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی۔ آخرش وہ بھی اُنھین کے ساتھ سر ہلانے لگے۔

جاکر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا   بلبل کا حال قابلِ فریاد ہوگیا



کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کر دم دھڑم بجا دیا۔
ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہی۔ پیارے رہن کو ہم کیا کرین۔

بیش بالای تو نازم چہ بصلح و چہ بجنگ
کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ

اختیار رہا مگر برائے نام۔ جوری کی پنج بلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے۔ پارلیمنٹ مین واویلا ضرور رہو۔ ہندیو دشمنون سے سبق لو کچھ کھوکے اتنو سیکھو۔ دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہی۔ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچّے خیرخواہ سرکار رہین۔ مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دو کنکار ڈ ٹ ، کے ایک ہی گولے نے اُنکا صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیرخواہی کا دم بھرتے تھے وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم بیچو بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا۔ جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعۃً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وہیل مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر۔ چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہی۔ اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچھ لکھون۔ ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت سنہ ۱۸۸۳ء شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی۔ تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی۔ مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہو گیا۔ سنہ ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکھ کے تھی سنہ ۱۸۸۲ء مین ۱۰۶ لاکھ ہو گئی۔ اور سنہ ۱۸۸۳ء مین ۱۴۷ لاکھ۔ باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تھی۔ جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابھی حقیت کی چھوٹے چھوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا۔ آخر اسکی وجہ کیا۔ انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچھرے اوڑائے۔ غریب رعایا کو دباتے رہے۔ ادھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کھلین اور اوسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی۔ اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی۔ اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی۔ غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین۔ الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہو کر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین۔ اب وہ زمانہ لد گیا۔ جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ کا

کام انجام دیتا تہا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ور ایگزیکیٹو شاخون مین علٰحدگی ممکن نہ تہی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تہا۔ غدر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اور ایگزیکیٹو طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکھین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تھا۔ کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجھاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے ایگزیکیٹو انتظام کے نگران تھے۔ مگر اب ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اب تو ڈہنگ ہی نرالے ہین۔ امن و امان نے ہاتھ پیر پہیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہوگیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجہنے لگی۔ ادس طوفان بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳ ۔ ۱۸۷۹ء کا نفاذ ہوا جس سے عدالتہاے لگان و دیوانی علٰحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی۔ کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تہا کہ اس انتظام کے ساتہہ عدالت جوڈیشل کمشنر بہی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی۔

جسطرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی۔ اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی۔
اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمۂ قانون وانصاف ہونا چاہیے
یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون۔ اور وہ
بطور بنچ کے کام کرین۔

الہ آبادی اخبار پایونیر لکہتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑدی جاوے۔
اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین۔ وہ لکہتا ہی
کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی۔ اور رعایا کے حق مین اچھا
انصاف ہوگا۔ کفایت کی ایک ہی ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین
دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ
ہونگی۔ رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی۔ چھوڑ و بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا۔
پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی۔
اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا۔ کرسی کی ہوا ہی۔ اگر انتخاب عمدہ ہو تو
جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین۔ غریب رعایاے اودھ
لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی۔ اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا۔
در انصاف کا بند کرلینا ہے۔ پایونیر چاہتا ہے کہ جسطرح چیف کمشنری
بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی۔ اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست
ونابود ہو جائے۔ ؎

ایک آفت سے تو مرمر کے ہوا تہا جینا ۔۔۔ پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکہتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اگزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تہا۔

تو تعلقداران اودھ کچھہ کن منائے تھے۔ مگراب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزؤون کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بہر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر بُرا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچا سچا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہے۔ اگر اودھ کی اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہمین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھہ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا منیجر کہلائے یا کچھہ روپیہ کما لائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بہی تو کچھہ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچہ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے   خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ آودھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھکے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اِس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپچ۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی موںہہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگ ٹٹ دوڑائے لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ بہلا عشق بازاری۔ عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے۔ اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یائے نسبتی تصور فرمائیے۔ چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا ساون باقی رہا۔ اور لب جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین بائے۔ اس کمرے سے لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سے زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔ وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ بھئی رنڈی کے پان اُوغت

کیا کھا جائین۔ لٹّو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ ساز ملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض جیتھڑے چھُڑانا مشکل۔ دو چار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھا دیے۔ ہاتھ جھُلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . . نے وہ خاطرداریان کین کہ واللہ ہے بندہ بے زر بنا لیا۔ بھئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے بی دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہو گیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھر ین۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہی۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھڑ گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف سے

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے — پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اُگالدان پسند۔
آناً فاناً گھر کا تعلیقہ کرلیا۔ فرمایشیں مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر
ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت
خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا
دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین۔ میان ہین
کہ امیدوار بودہ بدانند یا آکی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ
ڈنڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئے۔ پیٹ مین
سانس سمانی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کانٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین
پچھتاتے۔ اپنا سا مُنھ لیے ٹٹپے گاتے چلے آتے ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا
عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی
حقیقت سنیئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کے لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر
یون ہی بن دیکھے بھالے عقد کرلیا۔ اور دونون مین میزان نہ پٹی۔ شادی عذاب جان
جور و اجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلے کچھ دنون امتحان
لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ۔
ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور اسپر اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے ؎

چنون پسند مجھی چہانون ہی ہولون کی　　عجب بہار ہی اِن زرد زرد پہولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوشش پر ہے بھر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بھرا ہوا طرارے بھر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا - تو ہوا اور جہان - گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ؎

دیکھکر ٹھنڈک تبو نگی سرد مہری بھول جا　　دل گرفتہ ہنس پڑیگا یان غنچہ آئی پہو ل جائے

جی گھبرایا اور کھٹ سے نکل کھڑے ہوئے - چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت

فی النار والسقر تھی - آپ جانیے رنڈیان معجون دافع خفقان پہر دل مضطر

تسکین کیون نہ پائے - گلرویون کی بہار - پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ

یہی مُنہ سے نکلتا ہے ؎

قدے چو سرو و رخے ہمچو ارغوان داری　　مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بھئی کوئی بتاؤ تو - آج ہم ہین کہان - آپ مین تو ہین نہین -

ورنہ یہ مہذب زمانہ - تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پہرتی ہی -

ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی - سوانگے جانچے

ترس کھا کے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی۔ بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین۔ بات کرتے سیکڑون بوٹ۔ بھلا ہم ان خیالون کے آدمی۔ چوک کے گرد پھٹکتا کیسا۔ وہان ہئی کیا۔ وہی خشک بانکے۔ جو آپی آپ ریشۂ خطمی ہوے جاتے ہین۔ اور خشک بانکے نہ سہی۔ جنہین خدا نے دیا ہو وہی کیا ہین۔ عقل کے پورے خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے۔ نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دھرواکے آئینہ لگواتے ہین ضماد مہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھا کے۔ بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو مسطر بنا کے۔ وہ لٹھا نے ہین چیتھڑون سے بیزار ۔ع

نازکی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

غرقی کافی ہے۔ باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا۔ انگرکھا ہو تو شربتی یا ململ کا۔ ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی۔ برسات کے دن۔ جو کہین بادل غان بھربھرا کے برس پڑے۔ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لو لو ہے لو لو) سچ بولین اُن کے دشمن۔ کوئی پشتہا پشت مین نہین بولا۔ سپوت ہین۔ کچھ کپوت تو ہین نہین۔ جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین۔ نماز کا نام لو تو کان پکڑین۔ نہ پڑھی نہ قضا ہوئی۔ فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا۔ بھولا ایسے جہان صحبت گرم ہوئی۔ وہ مبازون نے چھینٹے دیے۔ لگے دھکا دھک چانڈو اڑانے لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا۔ وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہو گئے۔ کنجوس تو ہین نہین۔ جو حساب کتاب دیکھین بھالین۔ اور پھر بڑے بڑے ایماندار

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بھلا ایسے بفکرونکا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یار جی چلو تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچھ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع

مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی

کہین ایسا نہو۔ کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ اینا ور ڈاڑہی
تو آپ نے بہی بڑھا رکہی ہے۔ ادھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمہارا کچھ قصور نہین۔ لیکن جو تمہارے مان باپ ملتی
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمہین پہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقہ تعلیم خراب۔
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہی کس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔

وہ اللّے تللّے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا ع

پیٹو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل

یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا دماغ کاہے کو چاٹیگا۔
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ۔
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اسی مین دہرے رہتے ہین۔ بھلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سُنو
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بھئی ہمنے تو کانون سے سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین اجی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو ے

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پیڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچوں بیچ کے درمیان نئے مہذب تگڑا جمع۔ تینوں مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار بنگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے رات آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ول فٹن آپ کا ہم آپ کا۔ چہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میاں ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو آقا قانون کریگا۔ ہانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوتا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا۔ کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جاسے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہوں سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدت سے ہے کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلوں۔

نئے مہذب۔ کھوب۔ اُو کہاں درد ہے لاؤ ہم مُنڈا اسے جھاڑ دے۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا برش ٹوٹ گیا۔

نئے مہذب۔ ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔

کالی بی بی۔ اے میاں ترے صدقے گئی جو خانساماں چوک جاے تو مجھ بجتی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہیں تو سینگ ہی کی سہی

نئے مہذب۔ مت بولو۔ جواب۔ کنگھی ونگھی کا نام سنا۔ تو ہم بالور کو بلاکے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا پینے کا پورٹ نہیں رہا۔ اب ہم پیٹ کیا۔ تمہارا الو۔

نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہے۔ بالکل نہیں جانتا کھانساماں بڑا ناٹی۔ ہمکو کھبر نہ کیا۔ برطرف۔ ہم آپ جاکے ابھی لاتا ہے۔

کالی بی بی۔ تو ہمارے لیئے تھوڑی سی بھی لیتے آنا۔

نئے مہذب۔ پاگل۔ تم اپنا منھ کالا کرنا مانگتا ہے۔

گوری بی بی۔ یہ سایا کھراب گیا۔ ابکی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا۔

نئے مہذب۔ کون بڑا بات ہے۔ ایمان بیچ کے روپیہ آپ کیواسطے جمع کیا ہے۔

کالی بی بی میں صدقے جاؤں۔ ابکی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔

نئے مہذب۔ ہش۔ تم دیسی آدمی وہ مثل بھول گیا۔ یہ منہ اور چارجنگی لاسا۔

گوری بی بی۔ آج برانڈی پی کے ہم کباب کہاے گا۔

نئے مہذب۔ اور ہم بھی تو۔

کالی بی بی۔ میرا بھی جی چٹپٹاتا ہے کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤں۔

نئے مہذب۔ تم کھاے بڑے کی جان (خدا وہ دن کرے)

نہ چل اوغیرت شمشاد بہت اترا کر بڑھکے جو چلتا ہے گرتا ہے وہ ٹھوکر کھا کر

(نادان علی فتوح)

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔ پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بھید ارباتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے جگر نہین دے سکتا کہ ہر ذرہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اس موضع مین تونے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چُرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبائی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا۔ ح از الہ آباد۔

ضرور دیکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی تو نظرون مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جا بجا ۔۔ ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر الاتفاق کار جو رستے مین ملگیا ۔۔ سید سے آج حضرتِ واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جا بجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روزِ حشر ترا ہوگا حال کیا ۔۔ تو لا شریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا ۔۔ سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لا آلہ کا

جب سے ملا ہی عہدہ سب آرڈینٹ جج ۔۔ رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہج ۔۔ ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جناب رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر ۔۔ دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر ۔۔ شیطان نے دکھا کے جمالِ عروسِ دہر

بندہ بنا دیا ہے تجھے حُبِ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت و سست آج
سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج

جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج
اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہویا رواج

راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑیے نہ انصاف کو بشر
کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر

سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر
افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بے خبر

کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سناؤنگا بیخطر
گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر

بتلایے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر
لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر

گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی
بیتاب و بیقرار شدہ سوے او روی

پیش مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی
وہ آب و تاب و رونقِ ایوان خسروی

جس سے خجل ہو نورِ رخ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون نقیب
خود ملکہ معظمہ ٹہلائے جب قریب

عزت یہ دیکھہ دیکھہ کے جل جل مرے رقیب
سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب

ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگار لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی
ٹیک اِٹ پلینز مائی ڈیر اولڈ مولوی

بتلائیے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی
دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی

کم سن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے   گر کوئی مس پلائے تو پھر مے بھی پیجیے
جی چاہے جس جگہ پہ وہان پھر دگھومیے   آزادیِ بتانِ پریوش کو دیکھیے
بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکھون اُنکی یہ طاقت مجھے نہین   وہ مس کہ جس سے آنکھ چُراتی ہو حورِ عین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین   نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بھر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین   بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
اور دل تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین   رکیے اگر تو ہنس کے کہے اک بتِ حسین
دل مولوی یہ بات نہین ہے گناہ کا

ہاتھون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام   اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظرون سے کرتی ہو جب کلام   اُسوقت جھک کے قبلہ کرون آپکو سلام
پھر نام بھی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے   اڑ جائین ہوش آپکے یہ بھی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے   پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دھن بندھے
سودا جناب کو بھی ہو ٹرکی کلاہ کا

غش بھی ہون بیٹھے بزم مین اور ڈھلتی ہو شراب   اک مس ہو چودہ سال کی پہلو مین لے حجاب
اُسوقت نیچیے آپ تو البتہ ہے حساب   مسجد مین یونتو بیٹھ کے ممبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا   ا-ح- از الہ آباد

سرما بگذشت واین دلِ زارہمان
گرما بگذشت واین دلِ زارہمان
القصّہ تمام سرد و گرم عالم
برما بگذشت واین دلِ زارہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجبرانِ خانہ بدوش
کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ
شمار کی جاتی ہی۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور ادہر طبیعت خود بخود دریائے ضنت
اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔
نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون
مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے
درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھ کے درزی
کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون
وردی کا چشم انتظار مین ڈور کھنچا۔
گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے
نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی
چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پھیلا۔ تنگ اور چست لباس کی
کھلی ہوئی سیون اور .... مین بخیہ ورفو بنوایا۔ ریکسون کے

یہان بدریان کھلین۔ رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حمامون کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی۔ کھٹیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پھرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے۔ پٹیاریان ہین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔ حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی .... کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی رو سے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تھاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔ الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلی مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انہین سے مطرود غربا بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وافسوس مین ان دونونکا پلہ برابر کیسکی راتین دوبری گذرین اورکسی کی بے دودی شعر

فرق ست میان آنکہ یارش دربر | باآنکہ دو چشم انتظارش بردر

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بھاری ہوگئے کیا ممکن کہ دہوپ مین قدم بھر چل سکین۔ صاحب لوگ باا نیہمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈاہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی۔ روسا اور امرا دن بھر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر۔ عظیم اللہ خانی مدار یے پھولون سے لپٹے بجاے لبِ معشوق ہمدم۔ آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن۔ تفریح طبع کے لئے ہرمونیم اور ارگن پھولون کی اوٹ سے صحن ہام عطر آگین۔ لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین۔ کہین نادری سوار گنجیفہ کا شغل۔ کہین پچیسی کا چرچہ چت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی اور پچی تیلی کو کیا **شعر**

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان۔ اور رات کو خالی چارپائی درتنہا مکان۔ ایک قطعہ کسی پُرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہرچند محاورۂ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی **قطعہ**

کسی کی شبِ وصل سوتے کٹے ہی کسی کی شبِ ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بھی پرجوش موسم آخر ہوا۔ اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکھلایا۔ ابر سیاہ دامن کہسار سے جانبِ شہر چلا۔ ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا۔ ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندؤون کے

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ
کر کے پھلا ہی دونگرا اس دھڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئی حی من الماء
کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہو گئے
سبزۂ نو رستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ
گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہو گئے رنگین مزاجون سے
کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی نتے سنورتے
تھوڑا ساون باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر مع جوڑے کے سوار ہو کر جا ڈٹے
شوقین غربا بھی دوگا مہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین
ساقیون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیونکا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا
لطف جھولے کے پینگ ساون کا درد انگیز اور فراقیہ مضمون قابل دید و شنید ہوتا ہے
فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دھومن صاحب کی دھوم دھام ہے
اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انھین کے پاس ہے۔ جہان انھون نے
جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہار سیان جھولا ڈالو باغ مین)
تمام میدان عیش باغ مین کھل بلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زر صفین پہاڑ پہاڑ کر
قریب آ پہونچے۔ داہنے بائین برابا ندھکر جم گئے۔ بی دھومن کی صدائے
دلکش سے آگاہ بھائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورونیر ناے رزمی کے سننے
سے ہو۔ سر گردن بے قابو اعضاے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا ولولہ
اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمناے سر فروشی کا دفور۔ مگر وقت اور زمانے سے
مجبور۔ اگر اوسوقت بی دھومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالبًا خون خرابہ ہو جائے

اور لکھنؤ کے بانکے کٹریون سے تو بچانہ چھین لین۔ اور چھڑیون سے لڑ کر لکھنؤ خالی
کرالین۔ اور یہر جوار مین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا و صفت کا ساون بہادون
برسا رکہا ہی۔ اور تعریفون کی بوچہار لوہے کے پل تک جاتی ہی۔ طرہ یہ کہ فقط
واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج
میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے۔
یا اگر حضرت سلطانعالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے۔
چند ہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہو گئی نہ اہل حال رہی
اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین
جنکی ذات سے سب کچہ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہئی واللہ سچ
کہتے ہو مین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل
کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ
اسی آواز کا سُریلہ پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے
گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)
الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ
غریب الدیار بہی علیحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکہہ رہے تھے۔
اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چہڑون کی جھنکار کان مین
آگئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکہہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین
مگر سر جہکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے   یہ سب کچہ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت دماغ

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت۔ لمبی چوڑی تسلیمیں عرض ہیں آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ کو پانچوں وقت کے سلام اور وظیفوں کو پانچوں وقت کے طعام سے بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہے! اگر آرد شیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے۔ اور بے اختیار ہو کر ہاتھ اُٹھاتا۔ اِس طول عمل میں کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاویں۔ اگر کوئی مصرعہ ہے تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہیں۔ قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل ورسارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے۔ بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد۔ نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پونچھلّے دار پتنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتوں کی کثرت تو ہٹی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل میں داخل ہو گئے۔ وہاں بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ غزل بازی۔ بیت بجتی۔ شعر خوانی۔ رقعہ بازی۔ گالی گلوج۔ ہو رہی ہے۔ لیاقت اور فضیلت کے گلوں پر کُند چھریاں رہتے جاتے ہیں۔ اتنے میں کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے برّانے۔ تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے۔ ہم تو کیا اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے۔ وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی۔ جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمایئے۔

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ تزویر گرفتار۔ زخود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال رخ حور۔ مثالِ شب دیجور۔ بہ بر کوٹ و پتلون۔ بدن شُستہ ز صابون۔ رخش زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ دلی بندۂ شیطان۔ نہ ہندو نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ آن دو ہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت گلے فوق۔ گہے استادہ و شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر و سیٹی۔ گہ چار و گہے کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری و گہے رم۔ گہے بگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتۂ حرص و ہوا را۔

گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا میشدی ملعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد ز خرد عاری۔ رشتۂ ننگ شکستی۔ در دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہِ عقل فراموش۔ بشر علم و ادب دور۔ بمئی گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن دیر خدا را۔

گفتہ عدوئے ناموس۔ برو ڈام بگر لوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سؤر کالمتالا۔ من صاحب لوگیم۔ فداے بسر میم صاحب پلپلی نامم بجہان شہرۂ عامم۔ ذرہ مو زم تو چہ دانی۔ کہ نا قابل آنی۔ بزنم چھپڑ و ٹھوکر ایٹو گڈام اے رہ شکنم روے شمارا۔

گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش بہ آئینہ در پیش مشو طائرِ نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بجوز بسکٹ و ہم کیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو پیرو حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین صدق و صفا را۔

راقم ہندی نہ فارسی
بہیا جی بنارسی

مخمس

کلاہ سرخ ترکی دائما بر سر نمی ماند ہمیشہ کوٹ و جاکٹ زینت تن بر نمی ماند
زمانہ بر یکی آئین را سے نیچر نمے ماند عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند

برانڈی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند چنین بید و چرٹ در دست و لب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[لہ] بر سر نمی ماند عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمے ماند
برائے مدرسہ این چندہ بر زر نمی ماند عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خرد سر پٹ بمیدان تا کجا تازی ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزین در بدن تا کی چنین پتلون بگو سازی عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

برانڈی تا بکے از ما بگو اے نیچرل نوشی لباس جاکٹ و پتلون بی کھٹکہ چنین پوشی
برائج کردن این رسم لندن تا کجا کوشی عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را باسپیچ زبون تا کے بسر مزمن نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بشکل سگ کنون تا کی عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[لہ] فز بمعنی کلاہ ترکی۔

خوری تا چند مرغ سر بریدہ با ہمہ غیبت　　حرامی را نمائی از دلیل خویش حجت
خردمی نالد ای نیچر برین عقل برین ہمت　　عروسِ تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود رے و لیڈی ابوسیدن　　بوقت گیند کرکٹ بید ہڑک بیتاب گردیدن
چو قرآن وحدیث ای نیچری انجیل را دیدن　　عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی ذکر ایزد را کہ ہست آن خالق بیچون　　کبوتر چون رکابک فتنہ میساز دغٹر غون غون
بہر سوزاد او رداراد تو بر کن از ین اکنون　　عروسِ تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی ۔ چلو ہٹو ۔ مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی ۔
میان ۔ این خیر تو ہے ۔ یہ آج تمکو کیا ہو گیا ۔
بی بی ۔ ہو گا تمکو یا تمہارے ہوتون سوتون کو ۔ مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہو گا ۔
میان ۔ باتین تو زمستون کی سی کرتی ہو ۔
بی بی ۔ جی ہان ۔ بس مُنہ نہ کُھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپے اشرفی سے پاٹ دیا ہے ۔
میان ۔ پھر اسمین بھی کچھ شک ہے ۔ تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے ۔
بی بی ۔ اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے ۔ موئی خیر نہ برکت ۔ ادھر روپیہ آیا چٹر پٹر مین اُڑ گیا ۔ مین کیا سب کھا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہون ۔

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزارون حساب بتا دون ابھی تمہاری شادی مین اباجان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود تفرصنداری کے پانچہزار صرف کیے - پھر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابھی نادرہ کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیلے مرقیہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مردوے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کھاتہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے جونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو ہندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور لا کلام دچھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بے فکریان کسپر کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نابابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

(اچھو میاں سے نہ رہا گیا کفن پھاڑکے بولے)

میاں - یہ یہ یہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پھر تو کہو -

بی بی - ہان ہان - کچھ جھوٹ کہا - لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چھپے رہتے ہین -

میان - بھلا کچھہ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے بھی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑھاتے ہو

ابھی بتا چلون گی تو جھوٹے جھوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹھانے لگو گے -

مفت مین گنہگار رہونگی - بھرے گھر مین تم کو کلام اللہ اوٹھاتے تامل ہوتا نہین

خدا کرے ان جھوٹی قسمون کا مظلمہ انھین حرامزادیون کی جان پر پڑے -

میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن نہ اوٹھاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بھی جولاہے کا تیر ہے - ہم کو سب کہا تین معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی ا جب خدمتگار سے پوچھوایا تمہارے سرکار کہان گئے تھے - صاحب کمیٹی گئے تھے - اب جو پوچھوا دیین ہوتا کیاہی تو نمک حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی مین جاتا ہوا بی چندا کے ہی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا - یہ بند ہی بات ہی جب کبھی تم سردار کمیٹی مین گئے ہو اسکے دوسرے ہی تیسرے اوبدا کے بی چندا کے نام دو سو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین -

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہی سرکار کمیٹی ہین گئے تھے وے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی - وہ تو اُسدن چھوٹے بھیا آئے تھے مجھے کچھ یاد آگیا - پوچھ بیٹھی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ تو جانو انگریزی فارسی - زرزری - فرفری - سرسری سب مین دست وقلم ہے - چھ مہینے کا کل اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ سمجھکر چپ ہورہا - لاکھ پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھ گئی - کہ یہ کچھ نہین - دس بیس موئے لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شنفتل چندہ مُردار بھی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بھئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعت دار بات خوب نکالی - پھر اب کیا ہوگا - ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا -

بی بی - میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار - لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھ کا کھانا حرام ہی یہ سینکے آپ کو مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھ بھر کو بہت ہی -

میان - کچھ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا تمہارا بھائی تو ہی احمق - وہ بھلا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین

بی بی - پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین ہوتی ہونگی
کہ آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے
لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے
قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین -
اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا - اُس لڑکے نے
تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دس
بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل منہ مین نہین گئی - معاذ اللہ کی پناہ ہے -
اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ بھی کوئی بڑی
بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے
تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سر دست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات — دے اور دل اُنکو جو نہ دے مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین
کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا
نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے - بنیا بنیا ستے
جان عذاب مین ہو گئی - خداوندا ان کے دل بدل دے - چشم بصیرت

عطا فرما - جو میری خوبیون پر نظر ہو - میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو - مالک الملک میرا حال تجھپر پوشیدہ نہین - نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا - ریفارمرون کا شریک - چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو - کالج اسکول اور سوسائیٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین - مگر پھربھی خداوندا یہ ناہنجار بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے ہین - رشک ہو اور جلن - میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون و مکان - کیا بنیے آدمی نہین - اور اُنکو تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا - کیا پاک پروردگار بنیون کی خوبیان بھی تیرے شریر بندے بُرائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین - عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہو - تیری توفیق اور توجہ سے جو دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن - خداوندا مصیبتین مین نے جھیلین - کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا - شدائد مین مستقل مین رہا - ہمت مین نے ظاہر کی - محنتی مین - کوشش مین نے کی - تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے قلابے مین نے ملائے - دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی - جوتیان چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا - مگر خداوندا پھر کچھہ نہین - مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا - خودغرض مطلبی

اور چاپلوس بنیا ہون۔ کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے
سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے۔ مگر فریاد ہے فریاد۔
یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو مٹاتے ہین۔ میری شہرت کے دشمن ہین
اچھا مین خوشامدی ہی سہی۔ مگر رب العالمین جب خوشامد سے تو راضی ہی
تو یہ اعتراض کرنے والے کون۔ تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سایہ ہین
پھر اگر مین نے خداوند حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی۔
الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی۔ بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات
مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے۔ میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ
مصلحت آمیز پر عمل ہے۔ حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت
نہین ہوتی۔ کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے۔ مین واقعی اس مین
لاچار ہون۔ کیونکہ میرا دھندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی۔ پھر کیونکر
ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلہاڑی مارون۔ مجھے
نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور۔ میرا پرچہ تو
بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی۔ خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے
کے میرا نام بد ہی۔ ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور
کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا۔ مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین۔ مگر کیا وہی
جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی۔
منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے۔ پالسی ہی اور ہوگئی بس
خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی۔ اور مین بھی یون ہی کرتا ہون۔

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجھے اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے۔ کہ ع
بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن

زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گو ہون۔ اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین او نسے تو بخوبی واقف ہی
اپنا سرمایہ لگا یا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کر کے راضی کیا۔ سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکہون بندگان خدا کو رزق کی
تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا۔ دوڑ دہوپ مین میری تمام
چربی پگھل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان و
مال پر آبنی مگر مین نے کچھہ دریغ نہ کیا۔ برے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کھو بیٹھا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش کے
خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکھے گئے۔ بے ایمان اور بدطینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن طعن
مجھے ملے۔ مشکوری کے عوض برائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی
عزت کھو بیٹھا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب اور صبر
رخصت ہو گئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہی۔
خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجھے جگہہ دے۔ کہ تیری صفات
نامحدود کا الہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہی۔

اور زیست مین یہ امر محال۔ تو ؏

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے آلہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیان اُڑا۔ اور رائے بہادر یا خان بہادر کا خلعت پہنا۔ کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی خوشی اور عزت سے بسر کرون۔ اور نہین توان دریدہ دہن آزاد بندون کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین۔

جنگ سوڈان

زبد عنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا که از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا
زبد حالی ملک و شہ نمی فہمند غافلہا چو در چاہ ضلالت سرفرو بردند جاہلہا
ازین زحمت بسی رنجیدہ دل گشتند کاملہا بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا
خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم انداخت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہ خویش ہم بیرون نمی آید کہ لرزہ بر تنش از قوت مہدی بیفزاید
چو مہدی مرد میدان احمر کاب خویش بگراید مجال این مجلس را نیست و را روی نماید
بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید مخنث گشت فوج مصر شرم او را نمی آید
تغافل شرط ہمت نیست انگلش را ہمین باید کہ از رعب جلال خویش مہدی را بشرماید [۱]

[۱] چہ خوش است۔

بوی نافہ کا خر صبا زان طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصری جھٹ پٹ خبر بد | پڑی اک وہوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین شد و مد | کوئی کہتا تہا لڑنا چاہی کرتا تہا کوئی رد
گلیسٹن یون کہا ڈر کر خرابی لائیگی بے حد | کہ رو کو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد | چلی پہر فوج یون پلکر کہ کانپی جس سے وام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادہر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بی غم | جہڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کر نا لکین مہدی کا آیا دم | لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہو گیا دان فتح کا سالم | کہ وہ سمجھی ہوئے تہا جنگ کا عربی کو پیچ و خم
تغافل ہو گیا دل پر خیال اوسکا رہا پہر کم | یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہو کر مرا گہائل | ہوا نامردمی کا مصر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچہہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل | یکا یک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل | ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجہگیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل | بنا لاچار تو روکر سنایا حال پہ مجمل

شب تاریک و بیم موج گردابے چنین حائل | کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

تڑپتا گارڈن تہا وان مثالِ طائرِ بے پر گرا بڑیلون نی لندن مین چلائی یان زبان ترتر
ہراک کی زق زق وبق بق سی برٹش پر پڑے پتہر کہ بالکل عقل ودانش اُسکی آکر چرگئی ڈانگر
مگر جبدم سُنایہ دمبدم وان حال ہے ابتر روانہ ولسلی کو کردیا پہر ہار کر آخر
دکہایا ولسلی نے وان اگرچہ جاکے کروفر نہ بگڑا اگارڈن کا کام انسے چپ سکا بہتر

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ مزا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کہو حافظ
بہلا جسمین ہو کچہ تیر اگر اوسکی جستجو حافظ زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ کوئی تدبیر مہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

انکم ٹکس اور میان بیوی

بیوی۔ ب۔ میان۔ ھم

ب۔ مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو۔ کچھ دال مین کالا ضرور ہی

م۔ نہین جی تم خدا واسطی کو بدگمان ہوتی ہو۔ سنا نہین ٹکس کی ڈھول پڑنیوالی ہی

ب۔ اوئی! کیا بلا ہی!!۔ انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے یہ مردون پر کیسا؟ بس مین سمجھی۔ کوئی تمہاری چہیتی ہوگی۔ اوسپر ٹکس بندہا ہوگا۔ جب ہی تو تلوون سے لگی ہی۔ چلو ہٹو بہی مجہسے نہ بولو۔

م۔ این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو؟۔ کیسی رنڈی۔ یہان ہوش ٹھکانی نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی۔ رنڈی کس ہھڑوے کو سوجھے گی۔ تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار۔ وہ مثل نہین سنی "آ و پڑوسن لڑین" بہئی کیا کہون واللہ ہی۔ بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی۔ اور نہ پڑھائی لکھائی جاوین۔ یہ انکم ٹکس ہی۔ کمبخت سب پر بندھا ہی۔ کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑے پیچھے دو روپئے سرکار مین داخل کرے گا۔ قانون پاس ہوگیا۔ اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین۔

ب۔ یہ تو تم جانگلوُن کی بولی بول گئے۔ مین خاک نہ سمجھی۔ قانون پاس ہوگیا تو میری جوتی سے۔ اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے ذری آنکہین دیکھون۔ کچھ پی کے تو نہین آئے ہو۔ ا۔ ابہی وکالت کی

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین۔ وہ بہی (تم کہتے ہو)
سوئی نیچے درجے کی ہی۔ روز جو دو ایک ملے اونسے گھر کا دہندا بہی نہین چلتا
ٹکس گیا چوٹہے بہاڑ مین۔ اپنے کیواڑ بند کر کے بیٹھ رہو۔ جب کوئی آئے گا
ماما کہدیگی نہین ہین۔ جب دہڑکا نہ رہے تب نکلنا۔ بلا سے دس
بیس دن گہنا پاتا بیچکر بسر کرینگے۔
م۔ اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو۔ گرفتار ہون؟ ہتکڑیان
پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی!۔
ب۔ تو تمہارا شوق آپ ہی چرایا ہی۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ میری اور چار
اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے۔ بی پڑوسن سنتی ہو۔ یہ مجہے سٹرن بناتے
ہین۔ تمہین خدا لگتی کہو۔ مین انکے بہلے کو کہتی ہون یا برے کو۔ انکے پاؤن
مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی۔ ہو نہو کہین آنکہ
مٹکن کی ٹہرائی ہے۔ تمہین میری جان کی قسم۔ اپنی چونچ بند رکہنا نہین
اچھا نہین۔ جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے۔ برتن باسن سب بیچ باچ کے
موئے ٹکس کے چوٹہے مین جہونک آؤ آپ ہی مونگ مانگتے پھروگے۔
بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑجائے۔ ان بچون کو بہی وہین دے آؤ۔
سرکار پال پوس لے گی۔ ایک ڈولی دو کہار لادو۔ میرے ٹھینگے مین
گیا یہ گھر۔ مین اپنے میکے جاتی ہون۔
م۔ بہئی واللہ مجہسے ناحق لڑتی ہو۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین۔ آنکہ
مٹکن کا نام نہ لو۔ آنکہین پہوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکہا بھی ہو۔

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل نبی بول رہی ہے۔ دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔ا۔

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہے۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی۔ خاک نہ دھول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اوتنا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہے۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مردوا ہوتی تو ایک آنکھہ نہ مانتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل ہے؟

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور ہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر انہین کچھہ نہ کھلے گا۔ یون موٹائی کی چلبون اور ہے۔ مین ایک جھنجی ندونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کھا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لاتو ہو نہین جو اونکو چھوڑکے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑی صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو مہہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس ہے بچن توجہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا گلا پھاڑ رہا ہے۔ اے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

م ۔ چپ چپ سرکاری چپراسی ہی ۔ واللہ ہے جا کے کچھ زہر اوگل دیگا تو قیامت آجائے گی ۔ تم انہین نہین جانتین ایک ہی بس کی گانٹھ ہوتی ہین ۔

ب ۔ اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے ۔ زنجیر چڑھا دینا ۔ موا چلا یا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھر بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی ۔ نہ جانے دونگی ۔ دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی ۔ مین کچھ نہین سنتی ۔ ای بھری سہی مجھپر جن چڑھا ہی ۔ تم ہلے اور مین نے لتے لیے ۔ موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی ۔ نا بس چپ سن بیٹھی رہو ۔ (مُنہ پر ہاتھہ رکھہ کے) بولے اور ستم ہوا ۔

م ۔ مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا ۔ اور یہ جرم ہی! بڑا جرم ہے ۔ !! آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا ۔ تم اُلٹی سمجھو ۔ نہ سیدھی کیا نکدم کرر کہا ہے ۔

ب ۔ اچھا ذری جھروکے سے دیکھون ۔ چپراسی ہوتا کیسا ہی ؟ (جھانک کے) بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی ۔ ایک ٹکیا بھی کمر سے باندھے ہی ۔ اوئی یہ تو تلوار بھی ہاتھہ مین لیے ہی ۔ اے خدا بچائے ۔ تمہاری جان سے دور پار ۔ جیسے موا جلاد آیا ہی ۔ اچھا جاؤ ۔ امام ضامن کی ضامنی ۔ میرا کلیجہ دہڑکنے لگا ۔ دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی ۔ خدا کے لیے جلد آنا ۔ میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی ۔ پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا ۔ کیا تم کو ئی خونی ہو ۔ اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی ۔ کہین بول بھی اُٹھو ۔ آتے ہین ۔ میان کچہری کو گئے ۔ اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس روپیہ ٹکس باندھا گیا ۔ مُنہ جھلائے گھر کو آئے ۔

ب ۔ اری مین صدقے ۔ تم صحیح سلامت آئے ۔ کہو کیا ہوا ؟ ۔

م ۔ ہوا کیا بیس روپیے ٹکس کے بندھ گئے ۔

ب۔ (سر پیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی۔ ارے تم تو جا کے لٹو آئے۔ یہ مٹھی بھر رقم کس نگوڑے کے گھر سے آئیگی۔ تم وہان گونگے کیون ہو گئے تھے۔ پھوٹے منہ سے چلائے کیون نہ۔

م۔ (غصے سے) اب تم جا کے چلا آؤ۔ کہون کس سے۔ جب کوئی سنے بھی وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میرجواد حسین نہین رہتے ہین اونہین چالیس لادوے اس تدبیر کا کہین ٹھکانا ہی۔

ب۔ تو ہونا کیا ہی۔ آج سے دو وقت کے کھانے پر جھاڑو پھیرو۔ ایک ہی وقت کھانا۔ پھر یہ بچے کاہے کو مانین گے۔ روئین گے بلکین گے۔ ماما موقوف گھر مین جھاڑو۔ ہم تم دے لینگے۔ تم برتن دہو دہا کے رکھہ دیا کرنا۔ مین کھانا پکا لیا کرونگی۔ خدمتگار کہان سے رہیگا۔ بازار سے سودا سلف تمہین لادینا۔ ٹٹو آج ہی بیچو۔ کچہری کو یونہین جایا کرنا۔ سلطا نو کا بیاہ اب کیسے ہوگا۔ منھہ کا بھی ٹھکانا نہین۔ آخر قبول کیونکر آئے۔ تم تو دو روپے سیکڑا کہتے تھے۔ یہ کیا اندھیر ہوا۔ سو پر دو۔ دوسو پر چار۔ تین سو پر چھہ چار سو پر آٹھہ پانچسو پر دس۔ ہزار پہ بیس۔ اوئی اللہ۔ ہزار تو آنکھون نہین دیکھی ہین۔ اب بولتے نہین منہ مین گھنگنیان بھرے بیٹھے ہو۔ مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی۔

م۔ اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی۔ جیسے بڑاقون کی گڈی مین آگ لگادی۔ کچہری کے معاملے تم نہین جانتین۔ جو ہی وہ یون منہ پھیلائے ہے جیسے مچھلی کے تاک مین بگلا۔ وہان رقمین کٹتی ہین۔ مین

سود و سوگنا نے کو کس پھکوے کے گھر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بھی۔ اچھا اب گھر بار تمھین دیکھو۔ مین خبر بھی نہ لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھے اور کیا کہون۔ مجھ بدبختی کے جنم کو تمھین کیا کم تھے۔ جو سرکار بھی قہر ڈھانے کو تیّار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کی گھر مین آئی دن ماتم کا سامان ہو گیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا

جو عمر دیکھو تو سو برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا

سفید داڑھی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سُرخ ٹوپی

بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹی سے عالم اوسپر ہے اک بلا کا

جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین

کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پھیلاسے وہ دغا کا

ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سُن لین جسنے ہوا وہ مفتون

غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا

بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے

خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

پرا بتوان ہتکھنڈونکی حضرت زمانے پر کھل گئی حقیقت

یہ بوڑھے غمزے دکھاکے کب تک بہروگے تم سوانگ ... کا

ظریف کی ہی دعا آلہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین

کہ دین و ایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

مخمس

مسٹر پنچ - گڈمارننگ - واللہ مانتا ہون اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲ - اگست ۱۸۸۸ء مین طبع فرمائی ہی کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گرو گھنٹال اوچھل پڑے ہونگے -

آج اینجانب کو تعطیل اتوار مین کچھ کام وام تو تہا ہی نہین - ہمنے کہالاؤ اپنی غزل کو مخمس کرڈالین - تمہین واللہ نہ کہیے گا - کیا مصرعہ لگاے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین -

وھوھذا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا

اوسیکا منکر ہوا ہی ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تا کا

تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوے پاس بہی ریا کا

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا

جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

تمام پتلون جاکٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین

کمی اگر ہو تو جیب مین بہی بنا کے دو چار دہر لے جیبین

جو کوئی کچھہ دے کھلے خزانے نظر چرا کر وہ بھرلے جیبین
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ ہیو تو فونپہ جال پھیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سرخ ٹوپی
بنی جی ہیجو کی وہ زلفیلین بغل مین کتا وہ سرخ ٹوپی
چرٹ دہوان دہار تہوک مُنہ مین سیاہ پہندنا وہ سرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپر ہی اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکھا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھہ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے چلے اور اُسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی ہر فن نئیے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لاے نخرے
مین سخت حیران ہون آلہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھاے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب جلے اکا
بہت دکھائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچہہ فطانت
ہرا بتوان ہتکنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہاکے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا
بچاے آفت سے اوسکی خالق لگا ئی ہتکلی جو آسمان مین
مٹین وہ جہگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہاکے دستِ دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو؟ واہ رے مین۔ اور پہر واہ رے مین۔ مصرعے لگائیے تو یون۔ حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ سٹی بہول جاتی۔ ذرا غور سے دیکہیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین۔ اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر۔ اور حافظ جی کی قسمت۔ لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون۔ بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی۔ سٹر سٹر زٹر زٹر۔

وہو ہذا

بچو حسن ہند رفتہ راہے کرد دردلہا	زحکمِ زار آخر روسیان لستند محملہا
بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا	الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزمِ زار ناواقف فغان زچرخ می آید	دو چشم از اشک خونین دامنِ مژگان بہ آلاید

جدش پیٹر ز مرقد بار بار از نوحہ فرماید — بوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید

ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بصد حسرت ز کابل زار در راہ ہند میجوید — کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید

امیر از دنش نہ داد و گفت روی از اشک میشوید — بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم — ہمہ گفتند کین اہیست سخت داخر بہ بہ غم

کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم — مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم

جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خاوف شد داخل — غریق بحر غم گردید و بیخ شد با ہوا نازل

دبیابی بسوی روس رخ آور دو گفت از دل — شب تاریک و بیم موج گرداب چنین حائل

کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

لمکیشن نام بر سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر — بگو بشنو داین و آن بسے شد درمیان کیسر

بہ فوت مطلب زار از دل خود گفت کای کافر — ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر

نہان کے ماند آن رازے کز و سازند محفلہا

چو کرنل جانب سرحد خدارا کج مرو حافظ — اگر حسن ادب داری بیا واز سر بد حافظ

نجات وعظ حضرت ... را دایم شنو حافظ — حضوری گر ہمیخواہی از و غافل شو حافظ

متے ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

جس جس کو کہو ابھی چھڑا دین غم سے — ہم غم سے زمانے مین ہین یا غم ہم سے

دعوی ہمین زیبا ہے مسیحائی کا — جی اوٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

حیدرآباد دکن

جناب میر اودھو پنچ حسین خانصاحب۔ حضرت سوز و ساز عرض ہی۔
بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اِس
طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔
حضرت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدرآباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اِس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا بتھاری کرڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نا محروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمان خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

مجلس شروع ہوگی خیر بھئی اچھا ابتو آیئے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الوے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر بلوچنا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو بانی
نئی تہذیب کو عینکین۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہے آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اٹھا جناب
میر انس صاحب چمک دمک سے اٹھے ؎

یون نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادۂ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا ایکڑ سے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے۔ بھر سے سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجا لاتا ہون
جگہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیترون کے بعد مرثیہ جو
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی بندش ہی

جدا مصرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کپاس کھالی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی
حضور تو قریب ہی ڈٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کاروائیون
کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی بٹیس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چھپکے چھپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر
ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
رڈیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی

بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پور بمبئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار آتی تھی ہر طرفسے صدا بس ہیا بیار

چہرونپہ جھُریان تھین وہ پلکین اڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ اوپچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ بیسون پہ ہی نگاہ آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

بگڑے ہوؤن کو اور بگاڑین پہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان — بھاری ہزار قحط زدہ پہ تھا اک جوان
ٹھہئیے یہی کہ لوٹ لین ہر شخص کا مکان — پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہی روپیہ کہان

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام — ہر کو نکا کس صفائی سے بینے کیا ہی کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام — پروانہ لیکے ہو گئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہون
پر وہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بنگئے — کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورت سرخاب بنگئے — (منجملہ ہے کہ) وہ مرلے بلا سی پہ احباب بنگئے

چیرسے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جسوقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہین

مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روائتین — ہر روز ہو رہی ہین نرالی حکائتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکائتین — کیا پیش جائے کرتے ہین افسر عنائتین

مفلسین پھر ٹیپ سنین
کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہی — امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہی

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب　　آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب　　کوندین غضب کی بجلیان ہرسو بآب و تاب

حضرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب منتظم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینھ کہ مٹ گئی سب صبا جو نکے کام　　محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سڑکو نسے کا مگاریان اُٹھنے لگین تمام　　بابا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

چھپٹا جو ابر ایسا وہان ہیچ بس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔
جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہی۔

کہتا ہے

بوچھار تھی و مینہ کی وہ بوندین ٹپی پڑی　　بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کرکے اڑی اڑی　　داور امور کار پیٹتے سرکو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنئے۔

آیا مقابلے پہ کہین قحط نابکار　　کہنے لگا یہ ابر کہ سن ار جفا شعار

یہ جائے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار　　کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابرنا مدار

اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا

(بیچاجی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی　　جھٹکار ا اہوارکو اور ایک اڑ وی

تڑپا کے اسپ ٹھوکر سے ماری وہ ہت کٹی　　بھٹّا سا ہاتھ اُڑ گیا تلوار گر پڑی

کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا

ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھوڑ ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان　　بھاگے دبا کے دُم جو تھی سرکار قحط خان

کانون مین رکھ قلم کو اُڑی ساری کاروان　　اپنے سے منھ لیے ہوئے گھر کو ہوی روان

کاواک چڑے سکے تھے بوکھل حواس تھے

مرنے سے قحط والی نعم کے اُداس تھے

آگے نہین ہے تاب بیان پنچ چپ رہو　　اچھی نہین یہ آہ و فغان پنچ چپ رہو

سن لے نہ کوئی مرثیہ ہان پنچ چپ رہو　　بس کر کے اس دعا کو یہان پنچ چپ رہو

یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے

دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم

تو نے مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

دو گونہ رنج و عذاب ست جان لیڈی را
بلائے فرقتِ پردہ و صحبتِ پردا

یا روسچ تو یہ ہی اوسچ بہی کیا چیز ہی۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سی وہ چہل پہل ہیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہ اتم قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین۔ اور کمیشن بہی مل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکہیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجہے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بروقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹہکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی۔ آخرالامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا۔ اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکہنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کون صورت نکلتی ہی آیا۔

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لیئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجا ئینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کیے جائینگے۔ بہر حال کچھ ہی ہو ہمارے تو دونوں ہیٹھے۔ مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کرکے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین۔

دہو ہزا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر۔ (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا۔ دیکھہ آج ہین کیشن مین جانا ہے ذرا نہانے کو پانی رکھہ۔ اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا ہین نکال لون۔ جھٹ پٹ بنڈا دہو ڈالون۔ دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہے۔

ظہورن خادمہ۔ بہت خوب حضور۔ اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین۔

وزیرن۔ آئی مان آئی۔ اپن کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہے تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو۔

(بی وزیرن صندوق لاکر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان ہین

وکیل نمبر ا۔ آج بھئی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہے کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہے۔ مزاج کیسا ہے باتین کیسی ہین۔

وکیل نمبر ۲۔ اپن کو تو فکر لگی ہی کہ عورت ہوشیار ہین مگر دیکھا نکو۔
وکیل نمبر ۱۔ اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو سارا مقدمہ غارت ہوگیا۔ آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہی۔
موکل۔ (گھبراکر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو۔ اسکی کچھہ تدبیر کرنا۔
وکیل نمبر ۱۔ تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی۔

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ۔ بعد غسل مصروف آرایش ہین۔
لیڈی کمشنر۔ ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھ دے اور دیکھ نیا جوڑا بوٹ نکالکر ادھر رکھدے یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کلھیا مین پانی ڈالدے ہان تو نے ابھی تک نہین دھوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا مین رکھدے۔ اور گاڑی کھینچنے کو کہہ دے۔ اور کھانا جلد لا۔ اے لو یہ تو مین بھول گئی تھی۔
ظہورن۔ (جی مین) آج بی بی کو یہ ہو کیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین۔
(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبراکر وزیرن کو پکارتی ہین)
"ارے ادھر آ کمبخت۔ خدا تجھے غارت کرے۔ کھانا لا۔ یہ تسلہ اور لوٹا درست کر زیرانداز بچھا۔ دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی۔ مجھے جلدی مین اچھی طرح آئینہ مین نہین دکھائی دیتی۔"
وزیرن۔ ہو ایسا سیدہی جیسا ہنسیا۔
(ظہورن مسکراتی ہے)

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ مالزادی۔ ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی رہ توسہی غیبانی دیکھہ تو آکر تجھکو کیسا ٹھیک بناتی ہون۔

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچو مر نکل جائیگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگھی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتی ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکھہ وہان گاڈے کے پاس کاغذہین اوٹھالا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا۔ دوات مین روشنائی نہوگی۔ اور دیکھہ آؤن اور گلوبند کا غذونپر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناؤن گی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بھی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہوگئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گزرگئے

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہولیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہورہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہملوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہونا۔

ابھی گھر ہو کر آیا۔ وہان دیکھا پوسٹے پوٹی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے

لوگان نے سب خراب کر دیے۔ مقدمہ الگ این کو چین نکو دیتے۔

راستے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہوکر) این کیا مین وکیلونکے سامنے آؤنگی لو صاحب خوب ہوئی۔

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار بیچ ہوا کہ پردے ہی کے اندر سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہون۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر خانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی۔ تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماما خاتون تیس برس کالت کئے این کو نا واقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنیئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکہنا چاہیئے۔

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصہ سے)

وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصہ سے)

کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔

وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیئے۔

کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹپکی ہین بازآئی بھاڑ مین جاے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بے پردہ۔ ہین جاتی ہون۔ بازآئی ایسے پی ہزار نعمت کھائی۔

فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیئے۔

کمشنر۔ غصہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے ...... نے دہوکے مین بلایا مین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔

(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست۔)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر ا۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ و بے پردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔

رکن نمبر ۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔

رکن نمبر ۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بے پردہ ہوتی ہو۔

رکن نمبر ا۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

رکن نمبر۳- تو قاعدہ مین اصلاح ہو-

رکن نمبر۲- بھلا کون سی اصلاح -

رکن نمبر۴- اگر آپ میری راے مانین تو ایک مختشم تجویز پیش کردن- اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہوجائینگی-

رکن نمبر۱- وہ فرمائیے-

رکن نمبر۴- عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجیے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کرسکتے ہین- علاوہ آسانی کے جدّت بھی ہی غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے-

(ڈراپ سین)



نپولین۔ آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ٭ نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

پولیٹکل شطرنج

حضت یہ شطرنج بہی عجیب نقشے کی ہی اور کہلاڑی بہی بڑے بڑے جگادری۔ بساط تو بہی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رُخ چھوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (ڈلٹن) جو اپنے تیسرے گہر مین ہی کابلی گہوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گہر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ ششدر ہین کہ کرین کیا۔ مُہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کا مُہر مارا دا ہنے رخ کے گہر مین براج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلّو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گہوڑا فرزین کے گہر مین ہے اُسی سے کابلی گہوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گہر مین رکہا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گہوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات ! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گہر مین رکہا تب بہی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلئے ہین مات موجود !

نوٹس

درخواست خریداری
کتاب بہ نام منیجر
ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنو
آنی چاہیے